قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 11/ فروری 2023ء | 19/ رجب 1444 ہجری قمری | 11/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 36


## ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

(آل عمران: 135)

ترجمہ: جو (متقی) خوشحالی (میں بھی) اور تنگ دستی میں (بھی) (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

## فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

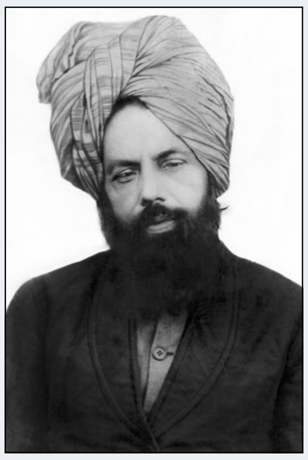

### عفو و درگزر اصلاح کا موجب ہوتا ہے

- ہم دنیا میں دیکھتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو اور درگذر کیا جائے اور نیک سلوک کیا جائے تو اطاعت میں ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پوری طرح سے ادا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض شرارت میں اور بھی زیادہ ترقی کرتے اور احکام کی پرواہ نہ کر کے ان کو توڑ دینے کی طرف دوڑتے ہیں۔ اب اگر ایک خدمت گار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے اور اتفاقاً اس سے ایک غلطی ہو گئی ہے اسے اٹھ کر مارنے اور پیٹنے لگ جائیں تو کیا وہ کام دے سکے گا، نہیں! بلکہ اسے تو عفو اور درگذر کرنا ہی اس کے واسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے۔ مگر ایک شریر کو جس کا بارہا تجربہ ہو گیا ہے کہ وہ عفو سے نہیں سمجھا بلکہ اور بھی شرارت میں قدم آگے رکھتا ہے اس کو ضرور سزا دینی پڑے گی اور اس کے واسطے مناسب یہی ہے کہ سزا دی جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 256)

- اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو سے تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعدا ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل: 85)۔ بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 100)

## فرمان خلیفۂ وقت

### معافی کے خواستگار کو معاف کر دینا چاہیئے

کعب بن زھیر ایک مشہور عرب شاعر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان خواتین کی عزت پر حملہ کرتے ہوئے گندے اشعار کہا کرتے تھے اس بنا پر رسول اللہ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے اس لئے تم آ کر رسول اللہ سے معافی مانگ لو، چنانچہ وہ مدینے آ کر اپنے جاننے والے کے پاس آ کر ٹھہرا اور فجر کی نماز نبی کریم کے ساتھ مسجد نبوی میں جا کر ادا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا تعارف کرائے بغیر یہ کہا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زھیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے اگر اسے اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ (آپؐ اس کو شکل سے نہیں پہچانتے تھے) آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں ہی کعب بن زھیر ہوں یہ سنتے ہی ایک انصاری کیونکہ اس کے قتل کا حکم تھا اس کو قتل کرنے کے لئے اٹھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! اب چھوڑ دو یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اس نے ایک قصیدہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر انعام کے طور پر اس کے اوپر ڈال دی اور اس طرح یہ دشمن بھی معافی کے ساتھ ساتھ انعام لے کر واپس آیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 43)

(خطبہ جمعہ 20/ فروری 2004ء بحوالہ السلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں


- ہوں احمدی عورت کے انداز دلیرانہ (منظوم)
- زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے
- لوائے لجنہ اماء اللہ
- تنظیم لجنہ اماء اللہ کی ضرورت
- عورتوں کے حقوق و فرائض از رُوئے قرآن و حدیث
- امام وقت سے تجدید عہد کا دن
- لجنہ اماء اللہ کی گراں قدر خدمات اور اُن کا ذکر خیر
- عائشہ اکیڈمی سویٹزرلینڈ کا قیام
- سو سال قبل کا الفضل

## دربارِ خلافت

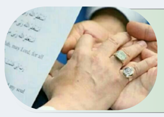

# بیلجیم لجنہ عاملہ کی ممبرات کو بعض نصائح

مؤرخہ 6؍نومبر 2022ء کو بیلجیم کی مجلس عاملہ لجنہ اماءاللہ سے ورچوئل ملاقات ہوئی جس میں سیکرٹری نومبائعات نے ذکر کیا کہ وہ لجنات جنہوں نے حال ہی میں احمدیت کو قبول کیا ہے اور وہ غیر پاکستانی ہیں وہ ان میٹنگز میں شامل نہیں ہوتیں جن کا اکثر حصہ اردو زبان میں ہوتا ہے۔انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ سے پوچھا کہ ان کو کس طرح ترغیب دلائی جا سکتی ہے کہ وہ ان پروگرامز میں شامل ہوا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:’’ایک جنرل میٹنگ بھی ہونی چاہیے جیسا کہ میں نے لجنہ کو بتایا ہے کہ ان کو ایسا پروگرام بنانا چاہیے جس میں آدھا پروگرام اردو زبان میں ہو اور بقیہ حصہ مقامی زبان میں ہو یا اگر لجنہ کی ممبرات میں سے آدھی سے زیادہ مقامی خواتین ہوں تو 70 فیصد مقامی زبان میں ہو اور 30 فیصد اردو میں ہو۔اس کے علاوہ آپ کو نومبائعات کے ساتھ علیحدہ میٹنگ بھی رکھنی چاہیے تا کہ آپ ان کی تربیت کرسکیں۔‘‘

سیکرٹری نومبائعات: حضور! جب بچی 12 سال کی ہوتی ہے تو عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ جماعتی کاموں میں ان کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:’’اس لیے کم ہو جاتی ہے کہ ماؤں کی دلچسپی کم ہے۔جیسا کہ ابھی بھی میں یہ کہہ چکا ہوں کہ مائیں اپنی بچیوں کو دوست بنائیں اور ان سے باتیں کیا کریں اسی طرح آپ لوگ بھی ایسے پروگرام بنائیں جو ان کی دلچسپی کے ہوں۔قرآن وحدیث تو بے شک پڑھائیں لیکن ان سے پوچھیں کہ تم لوگ اجلاسات میں آتے ہو،تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری دلچسپی کے کون کون سے پروگرام ہیں جو ہم کریں تو تم لوگ دلچسپی لو گے اور آیا کرو گے۔اسی میں دینی پروگرام شامل کر کے یا بدل کر بنایا جا سکتا ہے۔ایک تو ماؤں کو بھی تیز کریں جیسا کہ میں نے سیکرٹری تربیت کو کہا تھا۔ اگر مائیں اپنا صحیح رول ادا کر رہی ہیں تو لڑکیاں پھر active رہیں گی۔مائیں پوچھتی کوئی نہیں۔ان کو اپنے گھروں سے ہی فراغت نہیں ملتی۔بچیوں کو کوئی پوچھتا نہیں ہے سکول جاتی ہیں اور واپس آجاتی ہیں۔وہ دنیا کے ماحول میں پل رہی ہیں دنیا کے ماحول میں پلنے سے تو کچھ نہیں ہو گا۔آپ لوگوں کو زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔لجنہ کو بھی اور ماؤں کو بھی۔‘‘

سوال: حضور! میرا ایک سوال ہے کہ لجنات تحریک وقف عارضی میں کس طرح شامل ہوسکتی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:’’جس طرح اپنے کاموں کے لیے باہر پھر سکتی ہیں۔اسی طرح وقف عارضی کر لیا کریں۔اگر شہر سے باہر نہیں جانا تو اپنے شہر میں ہی لٹریچر تقسیم کرتی رہیں۔اپنے بیٹوں کو یا اپنی بیٹیوں کو، کسی کو ساتھ لے گئے۔پمفلٹ تقسیم کیا، بروشر تقسیم کیا، اسلام کے بارے میں بتایا کہ میں پردے میں ہوں لیکن پردے کا مطلب کیا ہے؟میں آزاد ہوں۔حالات کے مطابق کسی ایسی جگہ نہ چلی جائیں جہاں مار پڑنے لگ جائے۔اسی طرح اپنے ذاتی رابطے رکھیں، اپنے تعلقات کو وسیع کریں،اپنے تعلقات کو بڑھائیں اور ان کو تبلیغ کریں۔اسی طرح وقف عارضی میں قرآن شریف پڑھانے اور تربیت کی باتیں بتانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرسکتی ہیں۔اپنے حلقہ میں بتائیں کہ میں دو ہفتے دے رہی ہوں۔میں قرآن شریف بھی پڑھا سکتی ہوں اور باقی تربیتی کام بھی کرسکتی ہوں۔پھر صدر لجنہ اور جو بھی وقف عارضی کی انچارج ہیں وہ آپ کو بتا دے گی کہ کہاں جا کر کیا پڑھانا ہے۔اب تو آن لائن بھی پڑھایا جا سکتا ہے۔تو بہت سارے ذریعے ہیں کام کرنے کے۔تبلیغ کا بھی کام کیا جا سکتا ہے۔تربیت کا بھی کام کیا جا سکتا ہے وقف عارضی میں۔ مرد جس طرح کرتے ہیں ویسے ہی عورتیں کریں۔فرق کیا ہے مردوں اور عورتوں میں؟ مردوں سے پوچھیں وہ کس طرح کرتے ہیں۔جس طرح مرد کرتے ہیں ویسے ہی عورتیں کرلیا کریں۔ایک طرف تو کہتی ہیں کہ women right women right ہم عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔اگر عورتیں مردوں کے برابر ہیں تو پھر مردوں کے برابر کام بھی کریں۔پھر ڈرتی کیوں ہیں۔‘‘

(الفضل آن لائن 8؍دسمبر 2022ء)

# ہوں احمدی عورت کے انداز دلیرانہ

’’اے فضلِ عمر تیرے اوصافِ کریمانہ
لجنہ کو کیا قائم ہے صد بار شکرانہ

اللہ کی رضا پیارے ہر دم ہو تجھے حاصل
سکھلائے ہیں جینے کے انداز بھی شاہانہ

اسلام کی خدمت سے معمور کیا ہم کو
پھر اس پہ بتا دی ہے اک عادتِ فرزانہ

باطل سے ناں گھبرائیں طوفانوں سے ٹکرائیں
ہوں احمدی عورت کے انداز دلیرانہ

بجھتی ہو گر ہم میں کام آتی ہیں تدبیریں
ہو سچی لگن اپنی اور سوچ بھی پیرانہ

فضلوں کو روا رکھنا سب احمدی ماؤں پر
گودوں میں پلیں ان کی اولادیں شکیبانہ

مولیٰ ہے دعا میری ہوں رحمتیں ہم سب پر
یادوں سے تری دل ہوں پھرشاداں و فرحانہ

امۃ الحفیظ۔آسٹریلیا

اداریہ

# زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مومن کی زندگی اور صحت کو کمال درجہ حقیقت کے ساتھ دنیاوی عمارت سے تشبیہ دے کر زندگی اور صحت کو جہاں خدا تعالیٰ کا فضل قرار دیا ہے وہاں اس خدائے عزّ و جلّ کا فضل چاہنے کی طرف در پردہ توجہ بھی دلائی ہے۔

ہم پرانے وقتوں میں دیکھتے آئے ہیں کہ عمارتوں کی تعمیر میں ستون کا بہت بڑا کام ہوتا تھا۔ جن پر عمارت کی چھت کا بوجھ ہوتا تھا۔ مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک کے پانچ ستون اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی وجہ سے رکھے گئے تھے۔ فنِ تعمیر میں جب بہتری آنے لگی اور ستونوں کو ذرا اوپرا اوپرا جاننے لگے تو ستونوں کو کمروں یا ہال کے اندر لانے کی بجائے طریق کار بدل گیا۔ دیواروں کے درمیان کنکریٹ کے PILLARS بنانے کا رواج آ گیا۔ ہمارے خلفائے کرام کو فنِ تعمیرات سے خاص مہارت اور شغف رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں ربوہ میں مسجد اقصیٰ کے لئے نقشہ جات کی تیاری پر کام ہو رہا تھا تو حضورؒ نے آرکیٹکٹس کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہال میں کوئی ستون نہ ہو، تا سامعین، امام کو براہ راست انہیں مادی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ تب ہم نے سنا تھا کہ دیواروں میں بڑے بڑے ستونوں کے علاوہ چھت کے اوپر والے حصہ پر ستون نما کنکریٹ کے بلاک بنائے گئے ہیں۔ ہم بچپن میں تعمیر ہوتے وقت چھت پر جا کر دیکھا بھی کرتے تھے۔ مگر خاکسار جب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ مقرر ہوا تو ربوہ کی دو مرکزی مساجد مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی دیکھ بھال خاکسار کے سپرد ہوئیں تو مسجد اقصیٰ کی RENOVATION کا جائزہ لینے کے لئے ایک وفد مسجد اقصیٰ گیا جس میں خاکسار بھی شامل تھا۔ اس دوران جب ہم مسجد اقصیٰ کی چھت پر چڑھے تو کنکریٹ کے بڑے بڑے ڈبوں کی صورت ستون دیکھے اور یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ یہ تمام بلاکس چھت کا بوجھ اوپر اٹھائے ہوئے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کا یہی حُسن ہے کہ اتنے بڑے ہال میں کوئی ستون نہیں اور تمام نمازی اور سامعین امام کو براہ راست دیکھ سکتے ہیں۔

الغرض تمام مادی عمارتوں کی چھتیں ستونوں پر کھڑی ہیں۔ خواہ وہ ستون ہال کے اندر نظر آئیں یا دیواروں کے اندر جڑے ہوں یا چھتوں کے اوپر ہوں۔ اس طرح انسان بھی ایک عمارت کی طرح ہے اور اس کی زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ہر چیز کا ستون ہوتا ہے۔ زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 83 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس دو جملوں پر مشتمل فقرے میں درج ذیل دو بڑی نصائح موجود ہیں:

1۔ زندگی اور صحت کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھو اور اس کی قدر کرو۔

2۔ زندگی اور صحت برقرار رکھنے اور قویٰ کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہر دم متمنی رہو۔

جہاں تک اول الذکر کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت طالوت کی بادشاہی کو علم اور جسم یعنی ان کی صحت کے ساتھ باندھ دیا ہے (البقرہ:248) حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صحت اور فارغ البالی دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی بہت سے لوگ ناقدری کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو پانچ ایسی باتوں کی نصیحت فرمائی جن کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ان سے فائدہ اٹھانے کا ذکر ہے۔ ان پانچ باتوں میں سے دوسری صحت تھی۔ کہ صحت خراب ہونے سے قبل فائدہ اٹھا لو۔ ہم روزانہ ہی اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ جو کام خواہ دنیاوی ہو یا دینی جوانی میں باحسن طریق ہو جاتے ہیں وہ بڑھاپے میں یا معذوری میں ہرگز اس طرح نہیں ہوتے جس طرح جوانی میں۔ جیسے نماز شرائط کے ساتھ جو جوانی میں ادا ہوتی ہے وہ کم ہی لوگوں کو بڑھاپے میں میسّر ہوتی ہے۔ کسی کو کمر کی درد، کسی کے گھٹنے خراب، کسی کو سر درد کی تکلیف، کسی کو کوئی اور بیماری۔ ان حالات میں کبھی سجدہ کے حقوق ادا نہیں ہوتے، کبھی التحیات کے لئے شرائط کے ساتھ بیٹھا نہیں جاتا اور کبھی کھڑے ہونے کی معذوری۔ کرسی کا سہارا ڈھونڈتے اکثر دیکھا گیا ہے۔ کرسی نہ ملے تو بعض اوقات نماز ادا نہیں ہوتی۔ آج کل تو مساجد میں کرسیاں میسّر ہوتی ہیں پرانے وقتوں میں ہم نے بزرگوں کو فولڈنگ اسٹول ساتھ لاتے دیکھا ہے۔ یہی کیفیت دنیاوی امور میں ہے۔ کھانے پینے کو ہی لے لیں جو پھل اور دیگر نعمتوں سے نوجوان فائدہ اٹھاتا ہے وہ بڑھاپے میں کہاں میسّر۔ ڈاکٹرز اور حکما کی پابندیاں ہی انسان کو مار دیتی ہیں۔ میرے برادر نسبتی مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک لندن نے ایک دن اس مضمون کو یوں ادا کیا کہ جب صحتیں تھیں، جوانی تھی تو ان نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے اور خریدنے کی سکت نہ تھی۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے خریدنے کی طاقت دی ہے تو اب صحت اور معذوری آڑے آ رہی ہے۔

چونکہ الفضل آن لائن daily ہے۔ اس کے لئے ٹیم کے ہر ممبر کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسے قارئین جن کو اس محنت کا احساس رہتا ہے وہ اکثر پیغامات کے ذریعہ یا فون کر کے صحت کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ایک کرم فرما مکرم عامر احمد طارق نے فون کر کے کہا کہ اپنے آپ کو entertain کرنے کے لئے وقت نکالا کریں۔ جبکہ انسان جب اپنے کام کے ساتھ مخلص ہو تو یہی اس کی entertainment ہو جایا کرتی ہے۔ تاہم آرام بھی ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بعض کارکنان و افسران کو جبراً رخصت پر بھجوایا کرتے تھے۔

جہاں تک ثانی الذکر امر اللہ تعالیٰ کا فضل چاہنے کا تعلق ہے۔ یہی انسان کی زندگی کا اصل اور گر ہے اگر اس کی زندگی میں فضل الٰہی شامل حال ہے تو اس کی زندگی کامیاب زندگی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دو بیٹوں کے درمیان اس بات پر جھگڑنے پر کہ علم اچھا ہے یا دولت فرمایا کہ نہ علم اچھا ہے نہ دولت ہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اچھا ہے۔

ایک موقعہ پر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں۔ اس کے ہاں اس کی بھی کچھ پروا نہیں کہ کوئی سیّد ہے یا کون ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی؟ فرمایا ہاں۔ میں بھی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اس کو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 111 ایڈیشن 1984ء)

پھر اس مضمون کو مزید اُجاگر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

جسمانی ترقیات کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم اور انعام کے گیت گانے چاہئیں کہ اس نے قویٰ رکھے اور پھر ان میں ترقی کرنے کی طاقت بھی فطرتاً رکھ دی۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 385 ایڈیشن 1984ء)

ایک شخص کو شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپؑ نے نصیحت فرمائی کہ:

مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 230 ایڈیشن 2016ء)

پس ہر روز ہی اللہ کے فضل کی جستجو اور تلاش کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لینا ہی کامیابی کا گر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(ابو سعید)

## دعا کا تحفہ

### دُعائے اصلاح دین و دنیا

حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا بیان کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دِیۡنِیَ الَّذِیۡ ھُوَ عِصۡمَۃُ اَمۡرِیۡ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ دُنۡیَایَ الَّتِیۡ فِیۡھَا مَعَاشِیۡ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ آخِرَتِیَ الَّتِیۡ فِیۡھَا مَعَادِیۡ وَاجۡعَلِ الۡحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیۡ فِیۡ کُلِّ خَیۡرٍ وَاجۡعَلِ الۡمَوۡتَ رَاحَۃً لِیۡ مِنۡ کُلِّ شَرٍّ (مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: اے اللہ! میرے لئے میرے اس دین کی درستی فرما جو میرے معاملہ کی پختگی اور مضبوطی کا ذریعہ ہے اور میری اس دنیا کی بھی درستی فرما جو میری معاش کا ذریعہ ہے اور میری اُس آخرت کی بھی درستی فرما جس کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو میرے لیے ہر خیر کے پہلو کے لحاظ سے بڑھا دے اور میری موت کو میرے لیے ہر شرّ سے راحت کا ذریعہ بنا دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 130)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ریحانہ صدیقہ بھٹی

# لوائے لجنہ اماء اللہ

جھنڈا وحدت قومی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا مصرعہ ہے کہ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
یعنی میرے جھنڈے کی پناہ ہر سعید کو حاصل ہوگی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جب 1939ء میں منصب خلافت پر متمکن ہوئے پچیس سال کا عرصہ مکمل ہونے کو تھا تو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کی تجویز پر جماعت میں اس مبارک موقع کی مناسبت سے خوشی کے اظہار کے لئے مختلف تجاویز پر عملدرآمد کیا گیا۔ ان میں سے ایک لوائے احمدیت بنانے کی تجویز بھی تھی۔ لوائے احمدیت کی تیاری کی تمام تفصیل جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے۔ جلسہ سالانہ 1939ء کے موقع پر پہلی بار جب لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لوائے خدام الاحمدیہ ہوا میں بلند کیا۔ اس کے بعد حضور رضی اللہ عنہ لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور دعا کرتے ہوئے لوائے لجنہ اماء اللہ بھی اپنے دست مبارک سے لہرایا۔ یہ 28/ دسمبر 1939ء اور جمعرات کا دن تھا۔

لجنہ اماء اللہ کے جھنڈے کا ایک حصہ تو لوائے احمدیت ہی کا پرتو ہے یعنی اس پر ایک بدر، ایک ہلال، ستارہ، اور بدر اور ہلال کے قریباً درمیان میں منارۃ المسیح ہے۔ (صرف اس فرق کے ساتھ کہ لوائے احمدیت میں بدر پر قرآنی آیت درج ہے جو لوائے لجنہ پر نہیں)۔ اس کے علاوہ جو نقوش لجنہ کے جھنڈے کا حصہ ہیں ان میں دائیں طرف ایک نخلستان ہے جس میں کھجور کے تین درخت موجود ہیں۔ کھجور کے یہ تین درخت تین عظیم خواتین کی نمائندگی کر رہے ہیں یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا، حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا۔ یہ تاریخ عالم کی وہ عظیم خواتین ہیں جن کی گودوں میں عظیم نبیوں نے پرورش پائی۔

جماعت کے لٹریچر میں جھنڈے پر موجود نقوش میں صرف انہیں کی تفصیل مل سکی ہے۔ البتہ قرآن اور اسلامی روایات کے حوالے سے ہم دوسرے نقوش کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر سکتے ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں چاند کا بہت سے موقعوں پر ذکر ملتا ہے۔ ایک مقام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایک سورج سے دی گئی ہے جس کی روشنی سے دنیا میں زندگی کا نظام فیض اٹھا رہا ہے اور اس کے فیض سے ایک بدر کامل نے پیدا ہونا ہے جو رات کے اندھیروں میں بھی اس نور کا فیض زمین تک پہنچا تا رہے گا۔‘‘

(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ صفحہ 331)

ہلال موجودہ روحانی اعتبار سے تاریک زمانے میں نئے دور کے آغاز کی نمائندگی کر رہا ہے۔ چھ کونوں کا ستارہ ایمان کے چھ ارکان (اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور تقدیر خیر و شر پر ایمان)

کا عکس ہے۔ اور منارۃ المسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کی تصویر کشی کر رہا ہے۔

تقسیم ہند کے وقت لجنہ کا یہ جھنڈا مکمل حفاظت کے ساتھ پاکستان لایا گیا۔ اپریل 1949ء میں ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر یہ جھنڈا لاہور سے ربوہ لے جاتے ہوئے حادثاتی طور پر ریل گاڑی کے ڈبے ہی میں رہ گیا۔ تمام تر کوششوں کے باوجود بھی یہ جھنڈا نہیں مل سکا۔ 24/ دسمبر 1998ء کو صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ چونکہ تمام کوششوں کے باوجود بھی یہ جھنڈا دستیاب نہیں ہوسکا اس لیے اسے دوبارہ تیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد اس جھنڈے کو دوبارہ تیار کیا گیا۔ 1999ء میں لجنہ پاکستان کی سالانہ کھیلوں کے موقع پر اسے پہلی بار لہرایا گیا۔

## ایڈیٹر کے نام خط

**مکرم نعمت اللہ جاوید لکھتے ہیں:**

مختلف احباب کے دلچسپ، معلوماتی مضامین اور خطوط سے اخبار الفضل میں ایک تنوع پیدا ہوگیا ہے۔ اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اخبار میں کوئی نئی چیز نہیں۔ آپ نے ذیلی تنظیموں کے خاص نمبرز نکالے جس سے تاریخی مواد ایک ہی جگہ جمع ہوگیا ہے۔ پھر مساجد کے بارہ میں تفصیلی مواد شامل کیا۔ جو سلسلہ وار مضامین جاری ہیں یہ بھی بڑی اچھی بات ہے۔ کسی کو اگر کسی خاص مضمون میں دلچسپی ہو تو اگلی قسط کا منتظر رہتا ہے۔ اسی طرح آن لائن کتب شائع کرنا بڑا ہی مستحسن اقدام ہے۔ باقی اقساط کے لئے اخبار میں ڈھونڈنا نہیں پڑتا۔ ایک ہی جگہ سارا مواد یکجائی شکل میں مہیا ہو جاتا ہے۔ ایک فقرے یا بات کو لے کر پورا اداریہ لکھ دیتے ہیں۔ آپ کا اداریہ قرآنی آیات، احادیث، تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات خلفاء مسیح موعودؑ سے مزین ہوتا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

خاکسار مکرم عبدالسمیع خان کی اس بات سے متفق ہے کہ ’’آپ نے الفضل کو واقعی عوامی اخبار بنادیا ہے۔‘‘ وہ مزید لکھتے ہیں کہ ’’میں نے دیکھا ہے اسے بوڑھے بھی دیکھتے ہیں اور سارے زمانے کی جن باتوں پہ آپ قلم اٹھاتے ہیں، اداریے لکھتے ہیں وہ بہت پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح جوان ہیں بوڑھے ہیں بچے ہیں۔ روزنامہ ہے اس لئے گنجائش بھی زیادہ مل جاتی ہے۔

اب صبح ہی روزنامہ الفضل دستیاب ہوتا ہے۔ درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ایک وہ وقت تھا جب روزنامہ الفضل کا ہفتہ وار بنڈل بذریعہ کوریئر سروس ملتا تھا۔ پھر بعض دفعہ تقسیم میں بھی تاخیر ہوجاتی تھی۔ لیکن اب تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔

محترمہ خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا سے تحریر کرتی ہیں: ’’آسٹریلیا میں تو روز ہم الفضل آسانی سے فون میں کھول کر پڑھ لیتے ہیں مگر اس ’’روحانی مائدہ‘‘ کی اصل قدر و منزلت کا اندازہ اس وقت ہوا جب کچھ عرصہ کے لئے مجھے اپنے ملک جانا ہوا تو تقریباً 6 سے 7 ہفتوں کے لئے الفضل روزانہ کی بنیاد پر نہیں پڑھ سکی۔ میں نے واپس آکر اپنی ساری پچھلی الفضل کا مطالعہ تو کرلیا ہے مگر وہاں جو پڑھتے ہیں ان کی مشکلات کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔‘‘

خاکسار کی اہلیہ اخبار بڑے شوق سے پڑھتی ہیں۔ اسے خاکسار اخبار الفضل ٹیبلٹ پر ڈاؤن لوڈ کر کے دے دیتا ہے۔ خاکسار بعض افراد سے ان کی خواہش پر روزانہ اخبار شیئر بھی کرتا ہے۔ پھر بعض ایمان افروز مضامین بھی دوستوں کو سینڈ کر دیتا ہے۔ اسی طرح یاد رفتگاں میں اگر کسی واقف کار کا ذکر ہو تو بعض جاننے والوں کو ضرور سینڈ کرتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو الفضل اخبار پڑھنے کی توفیق دے اور اس میں بیان کردہ فرمودات پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے۔ آمین

فہمیدہ بٹ۔ جرمنی

# تنظیم لجنہ اماء اللہ کی ضرورت

لجنہ اماء اللہ کو قائم ہوئے سو سال ہو گئے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیر سایہ شروع ہونے والی 14 ممبرات کی تنظیم تشکیل پائی جو آج ایک تناور درخت بن چکی ہے جس کی شاخیں تمام دنیا میں پھیل چکی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نیک عورتوں کی صفات پیدا کرنے کی دعا اور کوشش کرنے کے بارہ میں فرماتا ہے: مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

(التحریم: 6)

مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں۔

آنحضرت ﷺ میں عورت کی تعلیم تربیت پر خصوصی توجہ دی اور توجہ دینے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک دن مقرر کیا ہوا تھا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ:

’’ایک مرتبہ عورتوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا مرد ہم سے فوقیت لے گئے ہیں ہمارے لیے کوئی خاص دن مقرر فرمائیں آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک دن مقرر کر لیا اور انہیں شروع کے احکام بتاتے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے۔‘‘

(صحیح بخاری کتاب العلم باب 12)

بالعموم عورتوں کو مرد کے مقابل ناقص العقل تصور کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیم سے یہ تاثر دور ہوا۔

امہات المومنینؓ میں اس تعلیم و تربیت کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کی پہلی مثال حضرت عائشہؓ ہیں جو آپ ﷺ سے براہِ راست علم حاصل کر کے آگے اُمت کی معلمہ بنیں۔ آپ ﷺ کو ان کی صلاحیتوں پر بڑا بھروسا تھا۔ حضرت عائشہؓ کے علم کی دوسری عورتوں کے علم پر فضیلت کے بارے میں فرمایا:

’’اگر امت کی عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو عائشہؓ کا علم ان تمام عورتوں سے بڑھ جائے۔‘‘

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں:

’’میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر علم قرآن رکھنے والا۔ حلال حرام کا عالم۔ علمِ فقہ۔ شعر و ادب۔ طب کا ماہر۔ تاریخِ عرب اور علم الانساب کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

جب ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی امت کی عورت کی تعلیم و تربیت کی اس قدر فکر تھی تو کیسے ممکن تھا کہ آپ ﷺ کو ماننے والے آپ ﷺ کی ہی تعلیم کو آگے پھیلانے والے اس اہم فرض سے غافل رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام اس بات کا واضح صاف ثبوت ہے کہ آپ اپنی امت کی آنے والی نسلوں کو سنوارنے کے لئے حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیراں کرنا چاہتے تھے ان میں اتفاق وحدت، اخلاقی، روحانی تبدیلی، ان کے دلوں میں خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت پیدا کرنا چاہتے تھے جس کے لئے بہت ضروری تھا کہ عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جائے ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جائے تاکہ وہ اپنی قوم وطن اور جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ بن کر ابھریں اپنی نسلوں کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کا حقیقی عاشق بنا سکیں۔

قادیان میں تعلیم کے لیے اولیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقِ تعلیم کو دی گئی۔

آپؑ نے فرمایا تھا:

’’علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے (اور اس سے ... ناقل) خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (الفاطر: 29) اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی کا ذریعہ نہیں۔‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 21/ مورخہ 10/ جون 1903ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق خلافت کا عظیم لشان نظام شروع ہوا۔ اسلام احمدیت کی روشنی کا سفر پوری دنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور کا یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیراں ہونے کی ایک عمدہ مثال ہے کہ ازواج مبارکہ کس قدر آنحضرت ﷺ کے عشق میں ڈوبی ہوئیں تھیں۔

حضرت ام طاہرؓ کی والدہ بیگم حضرت ڈاکٹر سید عبداللہ ستار شاہ صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا:

حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی مگر ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ رحمت ہونی چاہیے کیونکہ اس غرض کے لیے آتے ہیں کہ فیض حاصل کریں حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

’’جو سچے طلبگار ہیں ان کی خدمت کے لیے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں۔ ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں۔‘‘

اس سے پہلے حضور نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرما دی۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 882)

## 25/ دسمبر 1922ء کا مبارک تاریخی دن

حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق 25/ دسمبر 1922ء کو خواتین حضرت اماں جانؓ کے گھر جمع ہوئیں حضرت مصلح موعودؓ نے خطاب فرمایا اور ساتھ میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور خواتین مبارکہ کی مقدس قیادت میں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف بڑی تیزی سے سفر پر روانہ ہوا اور ایک منظم تنظیم کی شکل اختیار کر گیا۔ حضور کی ہدایت کی روشنی میں احمدی خواتین نے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لئے مساعی شروع کی اور مختلف دینی مہمات میں صفِ اول کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا۔ احمدی عورتوں کی تنظیم اصلاح معاشرے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے ابتدا میں اس میں شمولیت اختیاری تھی اور 1939ء میں اس کا فیض عام کرنے کے لیے ہر احمدی عورت کا اس میں شامل ہونا لازمی قرار دے دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 15/ دسمبر 1922ء کو اپنے قلم سے ایک مضمون تحریر فرمایا:

’’ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکیں۔

اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روزمرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔

دشمنان اسلام میں عورتوں کی کوششوں سے جو روح بچوں میں پیدا کی جاتی ہے اور جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے اس کا اگر کوئی توڑ ہوسکتا ہے تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور بچوں میں اگر قربانی کا مادہ پیدا کیا جاسکتا ہے تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی و علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔

ان امور کو مدنظر رکھ کر ایسی بہنوں کو جو اس خیال کی مؤید ہوں اور مندرجہ ذیل باتوں کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہوں دعوت دیتا ہوں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مل کر کام شروع کریں۔ اگر آپ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے متفق ہوں تو مہربانی کر کے مجھے اطلاع دیں تاکہ اس کام کو جلد شروع کر دیا جائے۔

1۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

2۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک انجمن قائم کی جائے تاکہ اس کام کو باقاعدگی سے جاری رکھا جا سکے۔

3۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس انجمن کو چلانے کے لئے کچھ قواعد ہوں جن کی پابندی ہر رکن پر واجب ہو۔

4۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ قواعد و ضوابط سلسلہ احمدیہ کے پیش

کردہ اسلام کے مطابق ہوں اور اس کی ترقی اور اس کے استحکام میں مد ہوں۔

5۔اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاًان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں اور وہ خود اراکین انجمن کے لکھے ہوں تا کہ اس طرح علم کے استعمال کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔

6۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کے لئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

7۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہو اس کی تیار کردہ اسکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدّ نظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔

8۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحادِ جماعت کو بڑھانے کے لئے ایسی ہی کوشاں رہو جیسے کہ ہر مسلمان کا فرض قرآن کریم، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے مقرر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے ہر ایک قربانی کو تیار رہو۔

9۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے پینے پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسری کی پوری مدد کرنی چاہئے۔ اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہئے۔

10۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بد دل اور سست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار، تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ۔ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا، رسولؐ، مسیح موعودؑ اور خلفا کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کے منشاء کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش ان میں پیدا کرو۔اس لئے اس کام کو بجالانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔

11۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جب مل کر کام کیا جائے تو ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جائے۔ نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جائے۔

12۔ چونکہ ہر ایک کام جب شروع کیا جائے تو لوگ اس پر ہنستے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کی ہنسی اور ٹھٹھے کی پرواہ نہ کی جائے اور بہنوں کو الگ الگ مہنوں یا طعنوں یا مجالس کے ٹھٹھوں کو بہادری و ہمت سے برداشت کا سبق اور اس کی طاقت کا مادہ پیدا کرنے کا مادہ پہلے ہی سے حاصل کیا جائے تا کہ اس نمونہ کو دیکھ کر دوسری بہنوں کو بھی اس کام کی طرف توجہ پیدا ہو۔

13۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ اس خیال کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہمیشہ کے جاری رکھنے کے لئے اپنی ہم خیال بنائی جائیں۔ اور یہ کام اس صورت میں چل سکتا ہے کہ ہر ایک بہن جو اس مجلس میں شامل ہو اپنا فرض سمجھے کہ دوسری بہنوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے گی۔

14۔اس امر کی ضرورت ہے کہ اس کام کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے صرف وہی بہنیں انجمن کی کارکن بنائی جائیں جو ان خیالات سے پوری متفق ہوں اور کسی وقت خدانخواستہ کوئی متفق نہ رہے تو وہ بطیب خاطر انجمن سے علیحدہ ہو جائے یا بصورت دیگر علیحدہ کی جائے۔

15۔ چونکہ جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں، چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کا نام جماعت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس انجمن میں غریب امیر کی کوئی تفریق نہ ہو۔ بلکہ غریب اور امیر دونوں میں محبت اور مساوات پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ایک دوسرے کی حقارت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا مادہ دلوں سے دور کیا جائے کہ باوجود مدارج کے فرق کے اصل میں سب مرد بھائی بھائی اور سب عورتیں بہنیں بہنیں ہیں۔

16۔اس امر کی ضرورت ہے کہ عملی طور پر خدمت اسلام کے لئے اور اپنی غریب بہنوں اور بھائیوں کی مدد کے لئے بعض طریق تجویز کئے جائیں اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

17۔اس امر کی ضرورت ہے کہ چونکہ سب مدد اور سب برکت اور سب کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اس لئے دعا کی جائے اور کروائی جائے۔

جماعتِ احمدیہ کی خواتین کی یہ تنظیم اپنے خلیفہ کی قیادت میں دھیرے دھیرے ایک مضبوط عمارت بنتی چلی گئی۔ قادیان سے تنظیم کی شاخیں پھوٹ پھوٹ کر ہندوستان کے دوسرے شہروں میں پھلنے پھولنے لگیں۔ حضورؓ کے ساتھ خواتین مبارکہ خصوصی طور پر حضرت امّاں جانؓ (حضرت اُمّ المومنین)، ان کی دو شعائراللہ صاحبزادیاں، دوسری خواتین مبارکہ اور بہت سی ابتدائی احمدی لجنہ کی ممبرات نے اپنے خلیفہ کا ساتھ دیتے ہوئے ہندوستان کے بیشتر شہروں میں لجنہ اماءِاللہ کی تنظیمیں جاری کیں، یعنی ہرشہر میں لجنہ کا ایک دفتر امیر جماعت کی نگرانی میں کھول کرخواتین کی ایک ممبر صدر اور اسکے ساتھ مددگار خواتین کی عاملہ بنا کر حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق خواتین کی، تعلیمی، تربیتی اور فکری ترقی کے میدان کھلنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ محض تین برس بعد 1925ء میں سیالکوٹ میں حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت اور رہنمائی سے چندہ اکٹھا کر کے مدرسۃالبنات کی بنیاد ڈالی گئی۔ سیالکوٹ کی اچھی تعلیم یافتہ ممبرات نے اپنی خدمات مفت پیش کیں۔

(الفضل 31/مارچ 1925ء)

تقسیم برصغیر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے ایک پورا باغ ایک جگہ سے دوسری جگہ لگادیا۔ ربوہ کو حضرت چھوٹی آپا کی صدارت میں لجنہ مرکزیہ کی حیثیت حاصل رہی۔

مردوں کے ساتھ ساتھ ہماری عورتوں نے بھی داعی الی اللہ میں اپنا کردار بہت احسن رنگ میں نبھایا ہے پمفلٹ لٹریچر تقسیم کرنا اپنے ملنے والوں اور ہمسایہ میں جماعت کا تعارف کرانا بک سٹال نمائش لگانا وغیرہ۔

لجنہ کے اس شوق تبلیغ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت اُبھارا۔ آپ کا ایک خواب تھا جس میں آپ کو لجنہ کا تیر کہا گیا تھا۔ لجنہ ربوہ کے سالانہ اجتماع 1982ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں لجنہ کے ان تیروں میں سے ہوں جو خاص اہم وقت کے لیے بچا کے رکھے جاتے ہیں اور اپنے وقت پر انہوں نے استعمال ہونا ہے لیکن بعض اوقات ایسی ہنگامی ضروریات پیش آجاتی ہیں کہ ان کے بعد کے بچائے ہوئے تیروں کو وقت سے پہلے بھی استعمال کرنا پڑتا ہے آج ایک ایسا ہی وقت ہے...بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں، سب سے اہم مطلب جو اس کا ہے وہ یہی ہے کہ لجنہ کو یعنی احمدی مستورات کو جہاد میں حصہ لینا پڑے گا...ہر احمدی خاتون کو خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی تبلیغ میں جھونک دیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ کتنی عظمت کی زندگی ہے کتنی اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں ان کے دلوں میں باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اس دنیا میں بھی احمدی خواتین اپنے خلفائے کرام کے زیرسایہ صبر و رضائے الٰہی، توکل، زہد اور تقویٰ کی روایت چلتی جارہی ہیں بلکہ اولاد کی تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعہ جماعت کو ایک اور عظیم قوت فراہم کرتی جارہی ہیں۔

(الفضل 30/ جولائی 1999ء)

آج اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی تربیت، رہنمائی اور دعاؤں سے لجنہ اماء اللہ عالمگیر کی کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔

پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرالعزیز فرماتے ہیں:

’’لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرما دیے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2016ء صفحہ 20)

پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرا پیغام یہ ہے کہ آپ احمدی مستورات ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے زمانے کے امام کو مانا ہے اور آپؑ کے بعد خلافت احمدیہ سے وابستی ہو کر اس کی برکات سے متمتع ہو رہی ہیں آپ خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں اسلامی تعلقات سے سب دنیا کو روشناس کروانا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ اور آپ کی اولاد ان تعلیمات پر عمل پیدا ہوتا ہے کہ آپ اپنے قول وفعل سے اسلامی تعلیمات کا پرچار کرسکیں۔

(الفضل آن لائن 28/ جنوری 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے ہم پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے ہر حکم پر دل وجان سے عمل کریں اور اپنی زندگیوں کا مقصد خدا تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور محبت ہو۔ آمین

منزہ ولی سنوری۔ کینیڈا

# عورتوں کے حقوق و فرائض از رُوئے قرآن و حدیث

## قسط اول

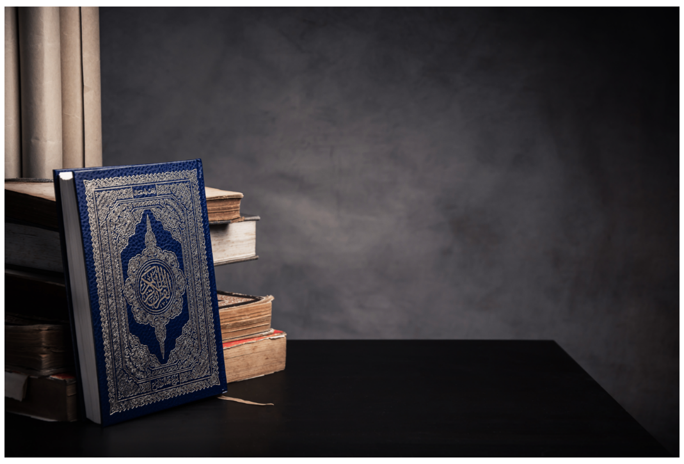

یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ

(النور:32)

ترجمہ: وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔

تا کہ اخلاقیات کے تمام پہلو محفوظ رہیں اور کامیابی حاصل کریں۔

## نکاح کا مقصد

1. اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تا کہ تم اُن سے سکون اور راحت حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی۔

(الروم:22)

2. وہ خدا ہی ہے جس نے تمہیں ایک جیسی طبیعت سے پیدا کیا ہے اور اسی طبیعت سے اس کا جوڑا تا کہ اس سے سکون حاصل ہو۔

(الاعراف:190)

ان آیات کریمہ میں نکاح و شادی کا مقصد سکون، راحت اور رحمت قرار دیا۔ پھر نکاح کو پاکدامنی اور ستر کا ذریعہ قرار دیا۔ جیسا کہ فرمایا: ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (البقرہ:188) ترجمہ: وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

گویا جس طرح لباس انسانی جسم کو ڈھانپتا ہے اور اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور ہر طرح اس کی حفاظت بھی کرتا ہے اسی طرح عورت مرد کی اور مرد عورت کا محافظ اور پردہ پوش ہے گویا شادی اور نکاح کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

1. ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے عیب چھپائیں کمزوریاں ڈھانپیں۔
2. ایک دوسرے کے لئے خوبصورتی اور سجاوٹ یعنی زینت بنیں۔
3. جس طرح لباس گرمی سردی کے اثر سے انسانی جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ میاں بیوی دُکھ سکھ کی گھڑیوں میں ساتھ رہیں اور پریشانی کے وقت ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔

قرآن کریم میں سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نمایاں خوبیاں عطا کی ہیں۔

فرمایا: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ

(النساء:35)

پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی اُن چیزوں کی حفاظت کرنیوالی جن کی تاکید اللہ نے کی ہے۔

سب سے پہلی بات جو عورت کے لیے فرض قرار دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صالحہ ہو۔ اپنے رویہ کو خاوند کے ساتھ درست رکھے یعنی صالحہ وہی ہے جو اپنے خاندان کے استحکام کے لیے، بچوں کی تربیت اور گھریلو زندگی کے جملہ امور کا مناسب رنگ میں خیال رکھے۔ اس کا رویہ سب کے ساتھ درست رہے۔ وقت، حالت، ضرورت اور خاوند کے مزاج کو مدنظر رکھ کر گھر کے امور کو انجام دے۔ اگر بیوی خدا کا حکم سمجھ کر اپنے رویہ کو درست رکھے گی تو اس کا ہر کام خدا کی نظر میں عبادت ہوگا۔ اور آخرت میں وہ بڑا مقام حاصل کرے گی یعنی بہت نیک بدلہ حاصل کرے گی۔

دوسرا فرض عورت کا یہ ہے کہ وہ قانتہ ہو۔ یعنی خاوند کی فرمانبردار ہو اللہ اور رسولؐ کے بتائے ہوئے تمام احکام کے تحت خاوند کی حیثیت اور اس کے مقام کو سمجھنے والی ہو کیونکہ اگر بیوی خاوند کے ساتھ فرمانبرداری سے پیش آئے گی تو خاوند بھی اُس کا احترام کرے گا۔

حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی عورت ایسی حالت میں فوت ہو کہ اُس کا خاوند اُس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دے سکتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 342)

ایک اور حدیث سے خاوند کی اطاعت و محبت کا درس ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت بطور رفیقہ حیات بہتر ہے آپؐ نے فرمایا وہ جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت خوش ہو۔ مرد جس کام کے لیے کہے بجالائے اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 329)

حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ: غیب میں اُن چیزوں کی حفاظت کرنے والی جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

(النساء:35)

یہ بھی عورتوں کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ مندرجہ بالا خصوصیت کی حامل ہوں۔ اس آیت کی مصداق ہوں یعنی خاوند کی غیر موجودگی میں خاوند کے حقوق کی حفاظت کرنیوالی ہوں گویا اُس کی غیر حاضری میں اُس کے مال، نسب، عصمت، عزت و آبرو اور اس کے رازوں کی حفاظت کرنیوالی ہوں۔

عورتوں پر اولاد کی تربیت بھی فرض ہے جس کو نبھانا بہت ضروری ہے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ ہوگی تو نسل در نسل غیر تربیت یافتہ لوگ آتے چلے جائیں گے اور نسل بگڑ جائے گی۔ الغرض ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے۔

**ایک دفعہ حضرت اسماء بنت یزید انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہم عورتیں گھر میں بند ہو کر رہ گئی ہیں۔ جبکہ ہمارے مردوں کو یہ فضیلت اور موقع حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت، جمعہ اور دوسرے اجتماعات وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر جہاد کے لیے جاتے ہیں تو ہم ان کی اولاد اور اموال کی حفاظت کرتی ہیں بچوں کی دیکھ بھال کے کام سنبھالے ہوئے ہیں کیا ہم بھی مردوں کے ساتھ ثواب میں برابر کی شریک ہوسکتی ہیں۔ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داریاں نبھاتی ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خاتون محترم! اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو اُن کو جا کر بتادو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اُس کو اچھی طرح سے سنبھالنے والی عورت کو وہی اجر اور ثواب ملے گا جو اُس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے ملتا ہے۔**

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 341)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کی عزت کرو اور اُن کی اچھی تربیت کرو۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 352)

عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ جمعہ مؤرخہ 7/ اگست 2022ء میں فرماتے ہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند اور اس کے گھر اور اس کے بچوں کے حق ادا نہیں کرتی اور صرف اپنے حقوق کے لیے شور مچاتی ہے ایسی عورتیں پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی بنتی ہیں۔۔۔ پس یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے ہیں اور اس کے لیے کسی دوسرے کے پاس نہیں جانا بلکہ ہم نے اگر جانا ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے پاس جانا ہے۔''

(از الفضل 4 تا 13/ اکتوبر 2022ء خصوصی اشاعت سیرۃ النبیؐ صفحہ 20)

الغرض عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم نہ صرف عورتوں کے لیے ہے بلکہ مردوں کے لیے بھی یکساں ہے اور اسلام نے دونوں کو تلقین فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کا حق ادا کیا کرو اور اسلامی تعلیم کے مطابق واضح ہو جاتا ہے کہ کس طرح اسلام نے عورت اور مرد کو برابری کا مقام دیا ہے۔ ہر عمل، ہر نیکی کا اجر اگر مرد کو ملے گا تو عورت کو بھی ملے گا۔

ضروری امر یہ ہے کہ ہم ان باتوں کو احسن رنگ میں سمجھ کر اپنے اپنے فرائض ادا کرسکیں تا کہ گھر جنت نظیر بنے اور معاشرہ بھی حسین بن سکے۔

کیونکہ معاشرہ میں جہاں مرد عورت ایک دوسرے کے فرائض و حقوق کا خیال نہیں رکھتے وہاں بچوں کی تربیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کی توفیق دے۔ آمین

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

# امام وقت سے تجدید عہد کا دن

لبیک سیدی! لبیک میرے آقا!
کرتی ہیں آج اپنے عہدوں کا ہم اعادہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَن گنت کارہائے نمایاں میں سے ذیلی تنظیموں کا قیام ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ان تنظیموں کے ذریعہ سے افراد جماعت کی تعلیم و تربیت، ان کی دینی و دنیوی ترقی اور باہمی مسابقت کا جب بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو روح وجد میں آ کر خالق حقیقی کے آستانہ پر گرتی ہے اور زباں پر آپؓ ہی کا یہ شعر بے اختیار جاری ہو جاتا ہے کہ:

اک وقت آئے گا کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

25/ دسمبر 1922ء کا دن بڑا مبارک اور خوشیوں سے بھرپور و معمور دن تھا جس دن پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق پسر موعود نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ایک ایسی تنظیم کی بنیاد جس نے باقی ذیلی تنظیموں کی کامیابی میں بھی اہم کردار ادا کرنا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی باریک بین نظر نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اگر عورتوں کو ایک لڑی میں پرو کر انہیں ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر دیا جائے جہاں وہ دینی علوم سیکھنے اور سکھانے کے ساتھ ساتھ تربیتی امور پر بھی توجہ دے سکیں گی۔ اس طرح اُن ماؤں کی کوکھوں سے جنم لینے اور ان کی گودوں میں پروان چڑھنے والے بچے اسلام احمدیت کے لئے مفید وجود ثابت ہوں گے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ: ’’اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔‘‘

(الفضل 29/ اپریل 1944ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ کا کس قدر شکر و احسان ہے کہ لجنہ ممبر کی حیثیت سے لجنہ کے مختلف پروگرامز میں شمولیت سے ہمیں اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت کے بہترین مواقع میسر آتے ہیں۔ ماہانہ اجلاسات اور مختلف کلاسز میں شامل ہو کر ہم اپنا اور اپنے بچوں کا علم بڑھا سکتی ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’جماعت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ احسان ہے یا اس وقت کیونکہ لجنہ کی بات ہو رہی ہے اس لئے لجنہ کے حوالے سے یوں کہنا چاہئے کہ جماعت کی عورتوں پر یہ احسان ہے کہ احمدی عورت کے لئے ایک ایسی تنظیم قائم فرما دی جس میں وہ اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کر سکتی ہے۔ اور اُن صلاحیتوں سے، اُن استعدادوں سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے احمدی عورت میں رکھی ہیں۔ لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو، اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرما دیئے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2015ء صفحہ 20)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ کی تعلیم و تربیت کے لیے جو لائحہ عمل اور اس عالمگیر تحریک کے لیے جو اغراض و مقاصد وضع فرمائے ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کا جذبہ کس قدر موجزن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے لئے جو نصب العین اور اغراض و مقاصد بیان فرمائے ان میں سے چند لجنہ کے افادۂ عام کے لئے شامل کر رہی ہوں:

1۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

7۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی رُوح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہو اس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدّنظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔

9۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے، پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسری کی پوری مدد کرنی چاہئے اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہئے۔

10۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بد دل اور سست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار، تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ۔ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا، رسولؐ، مسیح موعودؑ اور خلفا کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کے منشا کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش ان میں پیدا کرو۔ اس لئے اس کام کو بجالانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔

(ماخوذ از دستور اساسی لجنہ اماء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ، سن اشاعت 2017ء صفحہ 2 - 3)

آج کل لجنہ اماء اللہ دنیا بھر میں صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کر رہی ہے۔ جس کی رپورٹس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے علاوہ جماعتی اخبار و رسائل میں بھی آ رہی ہیں۔ ہمارے یہاں سسکاٹون اور پریری ریجن کی مجالس میں بھی یہ تقریبات بڑے جوش و جذبہ سے منائی جا رہی ہیں۔ کہیں ہال کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا جاتا ہے، تو کہیں خوش رنگ، نفیس اور دیدہ زیب آرٹ سے اشاعت کے سٹال کو بارونق بنایا جاتا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات کے نام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ سترہ اغراض و مقاصد بھی پرنٹ کر کے ان تقریبات کے دوران لجنہ ممبرز میں تقسیم کئے جاتے ہیں تا کہ لجنہ جہاں اپنی اُن بہنوں کی قربانیوں کو یاد رکھیں وہیں انہیں اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس رہے۔ ہمارے پیارے آقا نے بھی جوبلی کے سال کو منانے کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی کی نیشنل عاملہ ممبرز کے ساتھ ایک ورچوئل میٹنگ میں ایک عاملہ ممبر کے سوال پر کہ لجنہ کے سو سال پورے ہونے پر جوبلی کیسے منائیں؟ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’اصل چیز یہ ہے کہ سو سال پورے ہونے پہ آپ کی لجنہ کی ہر ممبر جو ہے وہ سو فیصد اور ناصرات کی ہر ممبر سو فیصد جماعتی معاملات میں involve ہونی چاہیے، جماعتی تعلیم پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ سو فیصد جو ہے اللہ تعالیٰ کی صحیح عبادت گزار ہونی چاہیے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی اور اس پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ جماعت کے ساتھ اس کا مضبوط تعلق ہونا چاہیے۔ یہ سب بنیادی چیزیں ہیں۔۔۔ اصل تو چیز یہ ہے کہ اس سو سال میں ہمیں کوئی شخص انگلی اٹھا کر یہ نہ کہے کہ سو سال تو پورے ہو گئے، جوبلیاں منا رہے ہیں۔۔۔ ان کے ایمان ایسے ہیں کہ قرآن کریم کا حکم ہے حیا دار لباس کا، ان کے حیا دار لباس نہیں ہوتے۔ قرآن کریم کا حکم ہے پردہ کرنے کا، ان کے پردے بھی صحیح نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا حکم ہے اللہ کے حق ادا کرنے کا، وہ تو بہت ساری ایسی ہیں جو حق ادا نہیں کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے بندوں کے حقوق ادا کرنے کا، اس میں بہت ساری ایسی ہیں جو بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہیں۔ تو اگر ہماری اکثریت یا نصف بھی، پوری طرح عمل نہیں کر رہی ان چیزوں پہ جو بنیادی چیزیں ہیں اسلام کی تعلیم کی تو پھر سو سالہ جوبلیاں منانے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تو اصل میں یہی ہے کہ سو سال پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمانوں کی مضبوطی کا بھی جائزہ لیں۔ اس کے لئے بھی ایک سکیم بنائیں۔‘‘

(نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ virtual ملاقات بتاریخ 27/ مارچ 2021ء، بحوالہ روزنامہ الفضل آن لائن 6/ ستمبر 2022ء صفحہ 7)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لجنہ کے لیے بیان فرمودہ سترہ اغراض و مقاصد اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ کی جوبلی منانے کے حوالے سے ارشاد، ہر دو میں دینی علم بڑھانے اور اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت پر زور دیا گیا ہے۔ آج کا ماحول اور اس ماحول میں بڑھتی ہوئی اخلاقی اور معاشرتی برائیاں، جہاں نہ کوئی روک ہے نہ ٹوک، مادر پدر آزادی نے دنیا کے تمام معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ بے راہ روی اور مادیت پرستی کے اس ماحول میں اُس نے ہمیں خلافت کی صورت میں ایک ایسا راہ نما عطا کیا ہے جسے دن رات ہماری اور ہماری نسلوں کی دینی و روحانی ترقی کا خیال رہتا ہے۔ جو دن رات ہمارے لیے دعائیں کرتا اور ہمارے لیے ایسے راہ نما اصول وضع فرماتا ہے جو ہمیں اندھیر نگریوں میں بھٹکنے سے بچانے والے ہیں۔

آیئے! ہم سب بحیثیت لجنہ ممبر اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا واقعی ہم جوبلی کے اس سال میں اپنے آقا کی ان مبارک اور قیمتی نصائح پر عمل کر رہی ہیں۔ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ جوبلی کی تقریبات تو دھوم دھام سے منائی جا رہی ہوں لیکن ہمیں حضور انور کا ارشاد یاد ہی نہ ہو۔ ہم میں سے ایسی لجنہ جو کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت بجا لا رہی ہیں ان کا اولین فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیارے امام کے سنہری حروف سے لکھے جانے والے ان ارشادات پر عمل کریں اور ایسے پروگرام تشکیل دیں جن کی روشنی میں باقی لجنہ ان کی تقلید کرتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین کی توقعات پر پورا اُتریں۔ وہ خدا تعالیٰ سے لَو لگانے والیاں بنیں، اللہ اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والیاں بنیں اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے والیاں بنیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو، اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرما دیے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔

پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19؍جون 2015ء صفحہ 20)

قرآن کریم ایک مکمل اور کامل شریعت ہے۔ جو دینی اور روحانی علوم سے پُرخزانہ ہے۔ اس میں پائی جانے والی تعلیمات ہدایت دینے والی اور صراط مستقیم پر چلانے والی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’اس زمانے میں جب مختلف قسم کی دلچسپیوں کے سامان ہیں، مختلف قسم کی دلچسپی کی کتابیں موجود ہیں، مختلف قسم کے علوم ظاہر ہو رہے ہیں، اس دَور میں قرآن کریم کی اہمیت اور زیادہ ہوجاتی ہے اور ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پس اس کو پڑھنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں میں قرآن کریم کی محبت اُس وقت پیدا ہو گی جب والدین قرآن کریم کی تلاوت اور اُس پر غور اور تدبر کی عادت بھی ڈالنے والے ہوں گے۔ اُس کے پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔۔۔تو وہ گھر قرآن کریم کی وجہ سے برکتوں سے بھر جائے گا اور بچوں کو بھی اس طرف توجہ رہے گی۔ بچے بھی اُن نیکیوں پر چلنے والے ہوں گے جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔ اور جوں جوں بڑے ہوتے جائیں گے قرآن کریم کی عظمت اور محبت بھی دلوں میں بڑھتی جائے گی۔ اور پھر ہم میں سے ہر ایک مشاہدہ کرے گا کہ اگر ہم غور کرتے ہوئے باقاعدہ قرآن کریم پڑھ رہے ہوں گے تو جہاں گھروں میں میاں بیوی میں خدا تعالیٰ کی خاطر محبت اور پیار کے نظارے نظر آ رہے ہوں گے، وہاں بچے بھی جماعت کا ایک مفید وجود بن رہے ہوں گے۔ اُن کی تربیت بھی اعلیٰ رنگ میں ہو رہی ہو گی۔ اور یہی چیز ہے جو ایک احمدی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی پوری توجہ اور کوشش کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16؍ دسمبر 2011ء)

دنیا بھر میں جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہو چکی ہے۔ خلافت احمدیہ کی برکت اور رہنمائی میں تربیتی پروگرامز اور قرآن کریم ناظرہ، ترجمے اور تفسیر سکھانے اور پڑھانے کی کلاسز ہو رہی ہیں، اسی طرح کینیڈا بھر میں نیشنل اور ریجنل سطح پر لفظی ترجمے اور تفسیر کے ساتھ دونوں زبانوں انگریزی اور اردو میں ہفتہ وار اور بعض جگہوں پر ہفتہ میں چار چار دن کلاسز ہو رہی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کلاسز میں شامل ہو کر اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اپنے بچوں کے دل و دماغ کو بھی انوارِ قرآن سے منور کریں۔ اور اپنے خلیفہ سے بھی یہ عہد کریں۔

اولاد کو بھی اپنی دیں پر چلائیں گی ہم
دینِ محمدی کا عاشق بنائیں گی ہم

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل:79)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’قرآن کو غور سے پڑھیں۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات کی پیروی کریں۔ قرآن کو اپنا رہنما بنائیں، اس کی عطا کردہ ہدایات پر توجہ سے عمل کریں، اور یاد رکھیں کہ ہمیں قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی طاقت تب ہی حاصل ہو گی جب ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو ہمارے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور ہر وقت قربانی کے لیے تیار رہنے کے دعوے جھوٹے اور بے معنی اور کھوکھلے ہوں گے۔‘‘

(لجنہ اماء اللہ یوکے 12تا15؍ ستمبر 2019ء سالانہ اجتماع،
بحوالہ روزنامہ الفضل آن لائن 6؍ ستمبر 2022ء صفحہ 5)

پیاری بہنو! آیئے ! اپنے پیارے امام کے روح پرور ارشادات کو پڑھیں اور ان روح پرور ارشادات کے مطابق اپنے ماہ وسال گزاریں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ عبادتیں اللہ تعالیٰ کے مقام کو بلند نہیں کرتیں بلکہ عبادت کرنے والے کی خود اُس کی دنیا و آخرت کو سنوارتی ہیں۔ پس آپ جن کے ہاتھ میں مستقبل کی نسلوں کو سنوارنے کی ذمہ داری ہے آپ کا کام ہے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں۔ اپنے آپ کو ایک خدا کی عبادت کرنے والا بنائیں اور اپنے بچوں کے لئے بھی یہ نیک نمونہ قائم کرتے ہوئے ان کی بھی نگرانی کریں کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو رہا ہے۔۔۔ ہر عورت بھی اگر اس بات کا خیال رکھے گی کہ میں نے زمانے کے امام کے ساتھ عہد کیا ہے کہ میں نے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے اور اپنی اولاد کے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے اور اس کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کر دینی ہے تو ان شاء اللہ ایسی عورتیں اور ایسی بچیاں معاشرے میں ایک مقام حاصل کرنے والی ہوں گی تو پھر اللہ تعالیٰ آپ میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر دے گا جس سے آپ کا معاشرے میں ایسا مقام ہو گا جہاں آپ کا اور آپ کے بچوں کا نام بڑے احترام سے لیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری آئندہ نسلوں کی پاکیزگی کی ضمانت ہو۔ اور ہم اس زمانے کے امام سے کئے ہوئے عہد کو ہمیشہ پورا کرنے والے ہوں۔

(الازہار لذوات الخمار جلد سوم حصہ دوم صفحہ 21-26)

’’لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو، اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرما دیے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 19؍جون 2015ء صفحہ 20)

تربیتِ اولاد والدین، بالخصوص ماؤں کا اہم فریضہ ہے۔ اس بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آپ جن کے ہاتھ میں مستقبل کی نسلوں کو سنوارنے کی ذمہ داری ہے، آپ کا کام ہے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں۔ اپنے آپ کو بھی ایک خدا کی عبادت کرنے والا بنائیں اور اپنے بچوں کے لئے یہ نیک نمونے قائم کرتے ہوئے ان کی بھی نگرانی کریں کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو رہا ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 19؍جون 2015ء صفحہ 20)

حیا، پاکدامنی اور اپنی عصمت و عفت کی حفاظت سوسائٹی کے امن و سکون اور ہماری روحانی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔قرآن کریم میں اس کا حکم آیا ہے۔ اس بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی لڑکی، لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جِین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍ جنوری 2017ء)

پیاری بہنوں! ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ ہمارے پاس خلافت ہے ایک خلیفہ ہے جن سے ہمیں ہر طرح کی رہنمائی ملتی ہے جب ہم دنیائے احمدیت سے باہر نظر ڈالتے ہیں جہاں ہر طرح کے اندھیرے اور ظلمات نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو خلافت احمدیہ سے چمٹائے رکھیں کہ اسی میں ہماری اور ہماری نسلوں کی عافیت ہے۔حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں اپنی اور اپنے بچوں کی زندگیاں سنواریں۔ اور ہر روز خلیفۃ المسیح کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

27؍ مئی 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو تاریخی اور ولولہ انگیز خطاب ارشاد فرمایا اور اس موقع پر آپ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں سے جو تاریخ ساز عہد لیا اس تاریخی عہد کو لجنہ اماء اللہ کے سو سالہ جشن تشکر کی تقریبات مناتے ہوئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور ہر روز خلیفۃ المسیح کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ اس تاریخ ساز عہد کے الفاظ یہ ہیں:

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن

(الفضل انٹرنیشنل 25؍جولائی تا 7؍اگست 2008ء صفحہ 12)

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

(کلام محمود)

سیّدہ ثریا صادق۔ لندن

# ممبرات لجنہ کی گراں قدر خدمات اور اُن کا ذکر خیر

## صالحہ صفی محمود مرحومہ اہلیہ خلیفہ صفی الدین محمود مرحوم

## قسط 2

جماعت احمدیہ لندن کی ایک نہایت مخلص دیرینہ خاتون صالحہ صفی محمود صاحبہ 18/ اگست 2022ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

مرحومہ مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم عبد الکریم صاحب سابق مبلغ سیرالیون کی بیٹی تھیں۔ اُن کی تین بیٹیوں (صادقہ خالد، صالحہ صفی اور آمنہ مبشر) میں سے آپ دوسرے نمبر پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اُن کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔

جب میں لندن آئی تو میرے شوہر سیّد مطیع اللہ صاحب مرحوم کے علاوہ میری نند شمسہ سفیر صاحبہ مرحومہ، میرے نندوئی سیّد سفیر الدین بشیر احمد صاحب مرحوم اور صالحہ صفی صاحبہ کے والد مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم بھی مجھے ایئر پورٹ پہ لینے آئے تھے۔ اِن دنوں لندن میں بہت کم احمدی رہتے تھے۔مولوی صاحب کا گھر ہمارے گھر سے کچھ دور بھی نہ تھا۔ اکثر ہفتہ میں دو تین بار کا آنا جانا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ مولوی صاحب کے ساتھ ہماری فیملی کے کافی گہرے تعلقات ہیں۔ پھر جب وہ اپنی فیملی کو پاکستان سے لندن لے کر آئے تو تب ہماری ملاقات خالہ جی امینہ صاحبہ اور اُن کی بیٹیوں سے ہوئی۔

غالباً 1973ء یا 1974ء کا واقعہ ہے کہ میں اور صالحہ صفی کی چھوٹی بہن آمنہ کو ایک ہی فرم میں Job مل گئی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بتایا کہ اُن کی آپا بہت بیمار ہیں۔ چنانچہ اُسی دن جاب سے چھٹی کے بعد میں آمنہ کے ساتھ ان کے گھر صالحہ کی عیادت کو چلی گئی۔ وہ کمر درد کی وجہ سے بہت بیمار اور کمزور تھیں۔

اُٹھنا بیٹھنا بھی محال تھا۔ اپنی لمبی بیماری کی وجہ سے وہ خود بھی اور گھر والے بھی بہت پریشان تھے۔ میں نے انہیں بستر سے اُٹھایا Exercise کی طرف توجہ دلائی اور سب کو بہت تسلی دی اور صالحہ کے لئے خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور وعدہ کیا کہ میں خود بھی ان کے لئے خاص دعا کروں گی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور دعاؤں کی برکت سے اُنہیں جلد شفا عطا ہوگئی۔

صالحہ صفی محمود صاحبہ 30/ جولائی 1942ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ 1947ء میں ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کے وقت آپ اپنی فیملی کے ہمراہ قافلے کے ساتھ ربوہ شفٹ ہوئیں۔ 1962ء میں 20 سال کی عمر میں آپ نے ربوہ سے لندن کا سفر گاڑی میں اپنے والد صاحب، والدہ صاحبہ اور بہنوں کے ساتھ چھ ہفتہ کے عرصہ میں طے کیا۔ اس کٹھن سفر کے دوران آپ سب کو اکثر بار اپنی گاڑی (وین) میں ہی سونا پڑتا تھا۔

بہر حال صالحہ صفی صاحبہ مرحومہ جنہوں نے ربوہ میں صرف F.A تک تعلیم حاصل کی تھی۔ جب لندن آئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ یہاں بغیر انگریزی کے تعلیم حاصل کرنا کس قدر مشکل ہے۔ جب Acadmic Ability کے لئے آپ کا ٹیسٹ لیا گیا تو آپ کو پتہ چلا کہ پڑھائی کی شروعات پانچ مضامین میں O.Level پاس کرنے کے بعد ہوگی۔ چنانچہ آپ نے پورے اعتماد کے ساتھ دعاؤں کا سہارا لیتے ہوئے O.Levels کے امتحانات اچھے نمبروں میں پاس کر لئے۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ کو ٹیچنگ میں داخلہ مل جائے گا جس کے لئے آپ نے دعائیں بھی بہت کی تھیں۔ لیکن آپ کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ لیکن دعاؤں کی قبولیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی تینوں بیٹیوں (صوفیہ، عطیہ، شاہانہ) کو اللہ تعالیٰ نے ٹیچنگ کی ڈگری حاصل کرنے کی توفیق دی۔

(انمول لمحے، صالحہ صفی محمود صفحہ 203)

تب اپنی ایک دوست کے مشورے اور بے شمار دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو یونیورسٹی آف لندن سے Bachelor Of Science in Librarin Science کی ڈگری عطا کی اور South Thames College.Wandsworth کی لائبریری میں سائنس میں اسلامک اور Senior Chartership Lecturer کا کام کرنے کی توفیق دی اور رہنمائی فرمائی۔ آپ نے اس لائبریری میں 22 سال تک کام کیا۔

پڑھائی کی تگ و دو میں اور مناسب رشتہ نہ ملنے کے باعث آپ کی شادی مزید 8 سال تک نہ ہو سکی۔ 19/ دسمبر 1970ء کو سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کا نکاح خلیفہ صفی الدین محمود کے ساتھ پڑھایا۔جن کے والد صاحب کا نام خلیفہ علیم الدین تھا۔ جب کہ آپ کے دادا جان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ تھے جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں شامل تھے۔ آپؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سمدھی بھی تھے یعنی آپ کی بیٹی حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ (حضرت اُمِ ناصر) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بیاہی ہوئی تھیں۔ شادی سے قبل محمودہ بیگم کا نام رشیدہ بیگم تھا۔ شادی کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی زوجہ محترمہ حضرت اماں جان نے آپ کا نام بدل کر محمودہ بیگم رکھ دیا۔ آپ خلیفہ صفی الدین محمود کی پھوپھی تھیں۔ آپ کے دادا جان کا نام خلیفہ حمید الدین تھا۔

(میرا جیون ساتھی صفحہ 19)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء میں جب انگلستان تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے سپرد ریسرچ کا ایک ایسا کام دیا جو اس پڑھائی کے بغیر شاید آپ نہ کر پاتیں۔ آپ کہتی ہیں کہ خلیفۂ وقت کی نگرانی میں سال ہا سال تک یہ کام کرنا آپ کے لئے ایک سنہری دور تھا۔ اس کام پر آپ حضورؒ کی وفات تک قائم رہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہوا یوں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء میں پہلی مرتبہ لندن تشریف لائے تو شاید ستمبر کا مہینہ تھا حضور اقدس نے خطبہ جمعہ میں حوالہ جات کو تلاش کرنے کے بارہ میں تحریک فرمائی۔ پورا خطبہ ہی اسی بارہ میں تھا۔ میرے میاں (خلیفہ صفی الدین محمود) کو خطبہ جمعہ سنتے ہوئے فوری طور پر یہ خیال آیا کہ میری بیوی صالحہ صفی یہ کام بہت اچھی طرح سے کر سکتی ہے۔ جمعہ سننے کے دوران ہی ان کو خیال آیا کہ آج گھر جانے سے قبل میں کیوں نہ حضور اقدسؒ کی خدمت میں اس کا نام پیش کرتا جاؤں۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ میں Full Time ایک کالج میں کام کر رہی تھی اور میرے تینوں بچے ابھی چھوٹے ہی تھے۔ گو میں نے لجنہ اماء اللہ کے تحت تھوڑا بہت کام تو کیا ہوا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیحؒ کے ماتحت یوں کام کرنے کے بارہ میں تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ بہر حال وہ گھر آنے سے پہلے ہی میرا نام پیش کر آئے۔حضور اقدس نے اگلے دن ہی مجھے بلا لیا۔ پھر اس کام کا سلسلہ ایسا چلا کہ مجھے خود بھی یقین نہ آتا تھا کہ میں حضور اقدس کا کام اتنی جلدی کس طرح کر لیتی ہوں۔ شروع میں زیادہ تر حوالہ جات مَیں ہی حضورؒ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھی۔ پہلے دو سال تو حوالہ جات پاکستان بھجوانے کا کام جماعتی طور پر کیا جاتا۔ ایک بار میں نے حوالہ جات کا کام اپنی امی جان کے ہاتھ پاکستان بھجوایا تو حضور اقدس نے فرمایا:

’’اس وقت آپ کی بیٹی صالحہ صفی دس مردوں کے برابر کام کر رہی ہے۔‘‘ الحمد للہ یہ سب کچھ جس ہستی کے باعث ہوا، وہ تھے میرے میاں مرحوم خلیفہ صفی الدین محمود۔

(میرا جیون ساتھی از صالحہ صفی محمود صفحہ 26-27)

جب حضور نے خلافت کے بعد اپنے پہلے جلسہ کی تقاریر کی تصنیف کی تو اس Project میں آپ کو بھی منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) پیر محمد عالم صاحب مرحوم اور فوزیہ باجوہ کے ساتھ شامل کیا۔ اور اس تصنیف کے اردو سے انگریزی ترجمے کا کام بھی آپ نے ہمارے سپرد کیا۔ جب یہ کتابی صورت میں شائع ہوئی تو حضورؒ نے اس کا نام Absolute Justice, Kindness and Kinship رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا preface تیار کرنے کی توفیق عطا کی۔ اور اس پراجیکٹ میں آپ کے ساتھ فوزیہ باجوہ، آپ کی بیٹی صوفیہ محمود بھی تھیں۔ آپ دونوں نے بھی مشکل سے مشکل حوالہ جات تلاش کرنے میں آپ کی بھرپور مدد کی۔ انہی دنوں حضورؒ نے اپنے آفس کی لائبریری کے کام کی کیٹالوگنگ Cataloging کا کام بھی آپ کے سپرد کیا۔ جو آپ نے چند ماہ میں مکمل کر دیا۔

آپ کہتی ہیں کہ ’’ایک دن حضورؒ نے مجھے اور اپنی بیٹی مونا رحمٰن کو اپنے آفس میں بلایا اور خطوط کا ایک بڑا بیگ مجھے دکھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب خطوط حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کی طرف سے حضورؒ کے نام ہیں۔حضورؒ نے اس بیگ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے لئے ایک خزانے کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض اوقات اگر میں کسی ایک خط کو دوبارہ پڑھنا چاہوں تو مجھے بہت مشکل پیش آتی ہے۔ بلکہ ناممکن ہی ہو جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ ان کی Cataloging اس طرح کرنی ہے کہ اگر میں کوئی خط دوبارہ پڑھنا چاہوں تو مجھے ڈھونڈنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔ مجھے فرمایا کہ مونا کو کام کی نوعیت اچھی طرح سے سمجھا دیں اور پھر آپ دونوں مل کر یہ کام کریں۔ مجھے مزید تاکید فرمائی کہ ان میں سے کسی ایک خط کی عبارت بھی مَیں نے نہیں پڑھنی۔ کیونکہ یہ سب کے سب ہمارے خاندان کے ہیں۔ اور سبھی پرائیویٹ خطوط ہیں۔ میں گھبرا گئی میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس کا طریق کار اچھی طرح مونا کو سمجھا دوں گی اور وہی یہ کام کرے تو بہتر ہے کیونکہ لکھنے والے کا نام دیکھنے کے لئے خط کھولنا پڑتا ہے یوں دوسرے الفاظ پر نظر پڑنے کا اندیشہ ہے۔حضورؒ نے خوش ہو کر فرمایا۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ ایسے ہی کریں۔ بعد ازاں میں نے مونا کو سب کام سمجھا دیا اور اس کام کرنے کی سعادت مونا رحمٰن (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی صاحبزادی) نے پائی۔‘‘

آپ کو چونکہ ریسرچ اور تصنیف کا بہت شوق تھا۔ اس لئے اپنی فیملی کے بعض افراد کی سیرت و سوانح پر آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔

جن میں سے مندرجہ ذیل شائع ہوچکی ہیں۔

1۔روشنی کے مینار۔ 2۔میرا جیون ساتھی۔ 3 روشن چاند۔ 4۔عکس زندگی۔ 5۔حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ 5۔ واجب القتل کون۔ 6 کلارک کی کہانی۔ 7۔ انمول لمحے۔

جب حضورؒ نے اپنی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth لکھی تو اس کے آغاز میں یہ بھی لکھا کہ:

“In London, it was Mrs Saleha Safi who perfomed the major role of reference hunting assisted by her daugher,Sophia Safi Mahmood, she perfomed amazing feats of retracting various books which contained the desired references.”

(Acknowledgement from Revelation Rationality Knowledge and Truth Page X by Hazrat Khalifatul Masih iv)

اور پھر جب اس کتاب کی اردو میں تصنیف ہوئی تو حضورؒ نے اپنی کتاب کے شروع میں اظہار تشکر کے حوالہ سے صالحہ صفی مرحومہ کا ذکر بھی فرمایا کہ ’’لندن کی صالحہ صفی نے حوالہ جات کی تلاش میں بنیادی کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنی بیٹی صوفیہ صفی محمود کی مدد سے مطلوبہ حوالہ جات پر مشتمل کتب تلاش کرنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا۔‘‘

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 14 حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

آپ بہت اچھی مقررتھیں۔ آپ کی تقاریر زیادہ تر اسلام کے دفاع اور اسلام کی سچائی ثابت کرنے پر مشتمل ہوتیں۔ آپ کی بھرپور کوشش ہوتی کہ لجنہ کی ممبرات میں بھی اثر انگیز تقاریر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔خود اردو اور انگریزی میں اُن کو تقاریر لکھ کر دیتیں اور پھر گھنٹوں اس کی مشق کرواتیں تا وہ بھی عوام اور اجتماعات میں پورے اعتماد سے تقاریر کرسکیں۔

آپ قرآن کریم سے گہرا لگاؤ رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ جہاں بھی رہیں وہاں بچوں، مستورات کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھاتی رہیں۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ کہیں ناغہ نہ ہوجائے۔ آپ ہر دل عزیز اور بااخلاق خاتون تھیں۔ اگرچہ لجنہ اماء اللہ کے ریکارڈ کے مطابق آپ کے نام کا اندراج اعزازی ممبر نہیں تھا بلکہ مجلس عاملہ کی لسٹ میں Tracking and Monitoring اور عالمی تبلیغی منصوبہ کے تحت درج تھا۔ اور چونکہ یہ دونوں شعبہ جات حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی ڈائریکٹ نگرانی میں کام کر رہے تھے۔ اس لئے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم امام مسجد فضل لندن ومشنری انچارج برطانیہ اور مکرمہ امتہ الحفیظ سلام صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے نے آپ کو یہی اطلاع دی کہ آپ اعزازی ممبر ہیں۔

(انمول لمحے از صالحہ صفی محمود صفحہ 120)

1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے مکرمہ قانتہ راشد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے آپ کے سپرد لندن A ریجن کی صدارت کا کام سونپا جس پر آپ 2012ء تک قائم رہیں۔حضورؒ نے یہ بھی ہدایت کی کہ گو کہ آپ مرکزی عاملہ کی ممبر تو نہیں مگر آپ کو مرکزیہ عاملہ کی میٹنگ میں مدعو کیا جائے گا۔

(انمول لمحے صفحہ 165-166 صالحہ صفی محمود)

آپ لجنہ اماء اللہ یوکے کے رسالہ النصرت کے ایڈیٹوریل بورڈ کی بھی کچھ عرصہ ممبر رہیں۔ آپ نے امتہ الحیٔ لائبریری کو ازسرنو ترتیب دینے کی بھی توفیق پائی۔ آپ سیکرٹری اشاعت کے طور پر بھی خدمات بجالاتی رہیں۔حضورؒ نے ازراہ شفقت آپ کو آفس کی لائبریری کو بھی Dewey Decimal System کی طرز پر ترتیب دینے پر مقرر فرمایا۔ یہ سسٹم دنیا بھر کی لائبریریوں میں اس طرز پر ترتیب دیا گیا ہے کہ نئی کتابوں اور پرانی کتابوں کو مضامین کے لحاظ سے اُن کی مناسب جگہ اس طریق پر رکھا جائے تا اس کی Location آسانی سے تلاش کی جاسکے۔

آپ کے رشتہ داروں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ نے اپنی بہنوں، اُن کے بچوں، رشتہ داروں نیز غیروں سے بھی ہمیشہ پیار کا سلوک روا رکھا۔سب سے خندہ پیشانی سے ملتیں۔ چہرہ ہر وقت دل لبھانے والی مسکراہٹ سے سجا رہتا۔ آپ کی بیٹیوں نے آپ کے بارے میں اپنے تاثرات لکھے ہیں جو قارئین کے لئے درج کئے جارہے ہیں۔

### آپ کی بڑی بیٹی صوفیہ محمود لکھتی ہیں کہ:

’’میرے لئے یہ انتہائی فخر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صالحہ صفی محمود کو میری ماں بنایا۔ وہ میری ہیرو تھیں، میری گائیڈ تھیں، میرے لئے وہ روشنی کا ایسا مینار تھیں جس سے مجھے ہر موقع پر صحیح رہنمائی ملی۔ انہوں نے ایک لنگر (Anchor) کی طرح ہمارے خاندان کو مضبوطی سے تھامے رکھا، ہم سب کے لئے ہر وقت آسرا بنی رہیں۔ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور نظام خلافت کی اطاعت کو جاگزین کیا۔ ہمیشہ یہی کہتیں تھیں کہ اُنہیں اپنے بچوں سے بے پناہ محبت ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور خلافت سے محبت بچوں کی محبت سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ اور اگر اُنہیں کبھی خلیفۂ وقت اور بچوں کے درمیان انتخاب کرنا پڑے تو وہ خلیفۂ وقت کو ترجیح دیں گی۔

امی اور ابو کے کچھ واضع اصول تھے جن کے خلاف وہ کبھی بھی کسی سے سمجھوتہ نہ کرتے اور ان میں سے ایک یہ تھا کہ بچوں کے سامنے جماعت، نظامِ یا کسی بھی عہدہ دار کے بارے میں کسی قسم کے تنقیدی الفاظ استعمال نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا موقع ملتا جبکہ فیملی کے بڑے اور بچے سب اکٹھے ہوتے اور اگر کوئی اس محفل میں نظام جماعت یا عہدیداروں کے خلاف کسی بھی قسم کے تنقیدی الفاظ استعمال کرتا تو میری امی کا ردِعمل اس کے دفاع میں یہ ہوتا کہ گرجتے شیر کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتیں۔

ہماری اُمی کے خیال میں ہماری تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہونی چاہئیں۔ انہوں نے ہمارے دلوں میں یہ نقش کیا کہ زندگی گزارنے کے صرف دو اصول ہیں، بامقصد یا بے مقصد۔ اور خوشحال زندگی گزارنے کے لئے بامقصد ہونا ضروری ہے۔ بغیر کسی مقصد کے ہماری زندگی ناکارہ رہ جاتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے بندوں کی خدمت میں گزارنا ہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

میری امی کی شخصیت نہایت ہی متوازن تھی۔ ایک ماں کی حیثیت سے انہوں نے ہمیشہ اس توازن کو قائم رکھا اور ہماری تعلیم و تربیت میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ اُن کے مزاج میں مزاح بھی تھا جس سے ہمارا خاندان ہمیشہ محبت کا گہوارہ بنا رہتا۔

درود شریف سے اُن کی محبت انہیں اپنے والد محترم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم، اپنی والدہ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ مرحومہ اور اپنے دادا محترم محمد اسماعیل ہلال پوری صاحب مرحوم سے وراثت میں ملی تھی۔ ہماری اُمی نے ہمیں بھی اسی بات کی تاکید کی کہ زندگی کے ہر موقعہ اور ہر لمحہ درود شریف کو اپنی زندگی کا لازم جز بنائے رکھنا۔ جب ہم سوئیں تو درود ہمارے لبوں پر جاری ہو اور جب جاگیں تو درود ہی ہمارے لبوں سے نکلے۔ اُمی نے ہی مجھے صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم ناظرہ پڑھنا سکھایا اور اسی طرح کچھ حصے کا ترجمہ بھی اور قرأت بھی۔ قرآن کریم کی تلاوت میں معمولی غلطی کو بھی برداشت نہ کرتیں۔ انہوں نے مجھے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی تفسیر بھی سکھائی۔ میری تلاوت کو بار بار اس لئے سنتیں کہ میں کہیں تلفظ کی غلطی تو نہیں کر رہی۔

اپنی امی کی وفات کے عظیم صدمے کے خلاء کو میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور درود شریف کے مبارک ورد سے بھرنے کی کوشش کروں گی۔ آج میں جو بھی ہوں اپنے نیک والدین کی بدولت ہوں۔

### آپ کی منجھلی بیٹی عطیہ ہما صاحبہ لکھتی ہیں:

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی ماں سے نوازا جو ہر پہلو سے کشادہ دل تھیں۔ ان کا نہ ختم ہونے والا پیار اپنے بچوں، نواسے، نواسیوں، اپنی بہنوں اور اُن کی اولادوں کے لئے لامحدود تھا۔ خلافت کے لئے ان کی محبت اٹل تھی۔ انہوں نے ہی ان تمام اقدار سے مجھے اور میری دونوں بہنوں کو آشنا کیا۔

میری اُمی ہر ایک سے محبت کرتی تھیں۔ اور سب کے لئے ان کے خیالات اور تمنائیں بھی نیک ہوتیں۔ کسی کی برائی نہ کرتیں اور نہ سنتیں، ہر قسم کی بدگمانی سے پرہیز کرتیں، جو بھی کرتیں ہمیشہ میزان قائم رکھتیں۔ نہایت متوازن نظریہ کی مالک تھیں۔ انہوں نے ہی مجھے دین کی خدمت کی اہمیت کے علاوہ دنیا میں کس طرح زندگی بسر کرنی ہے کے طریق سکھائے۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مالی قربانیوں کو زندگی کا ایک حصہ بنا لینا سکھایا۔

آپ نے مختلف وقتوں میں مختلف عہدوں پر خدمت دین کی توفیق پائی۔ ہر دل عزیز تھیں اور سب لوگ آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ میری زندگی میں گزرے ہوئے وہ لمحات جو میں نے اپنی امی کے ساتھ گزارے بہت یاد آتے ہیں۔ ان کا خوش مزاج ہونا، کسی بات پر لامتناہی ہنسی جو ہم دونوں شیئر کرتے تھے یاد آتے ہیں۔ اپنی حکمت اور دانائی سے ہر وقت میری رہنمائی کرنا، میرے لئے ہر وقت دعاؤں میں مصروف رہنا یاد آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری پیاری امی کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

### آپ کی چھوٹی بیٹی شاہانہ ناصر صاحبہ لکھتی ہیں:

میری اُمی کی وسیع شخصیت کو اتنے کم وقت اور لفظوں میں بیان کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ کہکشاں کی بے پناہ وسعت کو اُس کے تمام ستاروں سمیت تصویر واحد میں اتار لینے کی کوشش کرنا۔ امی جان کی شخصیت بذات خود سینکڑوں منور ستاروں کی ایک کہکشاں تھی جو گزرتے وقت کے ساتھ مزید پروان چڑھتی گئی۔ اُن کی مکمل شخصیت تو ان کی زندگی کے بے شمار پہلوؤں سے خود بخود نمایاں ہوتی رہتی تھی جس میں ان کی ذہانت اور دنیا داری کے پُرپیچ مسائل کو سمجھنے میں اُن کا اسلامی اصولوں اور اسلامی قوانین شریعت کا وسیع علم چار چاند لگاتا تھا۔ بے حد انکساری اور عاجزی کے ساتھ انہیں اس بات کا غیر معمولی احساس تھا کہ اُن کی تمام تر ذہانت اور علم صرف اور صرف محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے جس نے انہیں اپنی ذہانت سے سمجھنے اور معاملات حل کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔

آپ کی تصنیفات اور وہ تقاریر جو آپ نے اپنے لئے لکھیں یا دوسروں کو لکھ کر دیں ان سے اُن کی ایمانداری اور اسلام کے دفاع کا عکس نمایاں ہوتا ہے۔ آپ نے لجنہ اور ناصرات کی بے شمار ممبرات کو قرآن کریم ناظرہ، اُس کا لفظی ترجمہ اور تفسیر پڑھائی۔ جس سے کئی نسلوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا کی۔

بحیثیت ایک ماں کے بھی میری امی بے مثال تھیں۔ اپنے بچوں بلکہ خاندان کے دیگر افراد کے لئے بھی ایک محافظ اور ہر قسم کے بد اثرات کے خلاف ایک ڈھال تھیں۔ انہوں نے ہمیں خلافت کے ساتھ مستقل

وفاداری، پابندیٔ نماز اور بلندیٔ کردار کی اہمیت کی بیش قیمت تربیت دی۔ میری امی اسلامی اصولوں کی پابند تھیں۔ جنہوں نے اپنے بچوں اور سب پیاروں کو نیک اصولوں پر کاربند ہونا سکھایا۔ ہر وقت اسلام اور احمدیت کے دفاع کے لئے خود بھی تیار رہتیں اور دوسروں کی بھی رہنمائی کرتیں۔ میرے لئے میری امی ایک انمول ہیرا تھیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خدمات کو قبول کرے اور میری امی کی ہر قسم کی کوتاہیوں کو معاف کرتے ہوئے ان سے رحم کا سلوک کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین ثم آمین

### آپ کی سب سے بڑی نواسی امبر خان لکھتی ہیں:

ہماری نانی جان ہماری فیملی کی جڑ تھیں اور اُن کی وفات کے بعد بھی اُن کی آواز ہم سب کے دل و دماغ میں ہر وقت گونجتی رہتی ہے۔ میری نانی اور میرے نانا دونوں نے میری بہترین پرورش کی اور تعلیمی اور تربیتی لحاظ سے میری بھرپور مدد کرتے رہے۔ اسلام کے بارے میں مجھے سمجھ بوجھ عطا کی۔ خلافت سے محبت اور نظام جماعت سے لگن اُنہوں نے میرے دل میں پیدا کی۔ میرے نانا اور نانی نے مجھے اپنی بیٹیوں جیسا پیار دیا۔ اکثر کہتے تھے میں ان کی سب سے چھوٹی بیٹی ہوں۔ میری تمام مشکلات میں میری نانی ایک چٹان کی طرح کھڑی رہتیں اور مجھے سہارا دیتیں۔ ہمیشہ مجھے دُعا پر یقین اور اس کی اہمیت اور طاقت کی طرف رہنمائی کرتیں۔ انہوں نے مجھ میں یہ بیداری پیدا کی کہ تاریک ترین وقت میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔ میری نانی جان ناقابل یقین حد تک ایک متوازن شخصیت تھیں۔ آزمائشوں کو محض خدا کی رضا کی خاطر برداشت کرتیں۔

اپنی پیاری نانی کی وفات کے بعد جو کمی محسوس ہو رہی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ وہ میری آنکھوں کی روشنی تھیں۔ میں اُن کی حکمت، اُن کی رہنمائی اور مزاحیہ باتوں کو بہت یاد کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری نانی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین

### صالحہ صفی صاحبہ کی بڑی بہن صادقہ خالد صاحبہ لکھتی ہیں:

میری چھوٹی بہن صالحہ صفی جسے مرحومہ کہنے سے دل گھٹتا ہے گو کہ صالحہ مجھ سے چھوٹی تھی لیکن ہماری فیملی میں مرد بن کر رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ہمارے والدین کی طاقت بنا دیا تھا۔ خدا کے کام بھی نرالے ہوتے ہیں۔ میری تو یہاں آتے ہی شادی ہوگئی۔ صالی کے لئے امی بہت فکرمند تھیں کیونکہ کافی سال تک اُس کا کوئی مناسب رشتہ نہ آیا۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کس بندے سے کون سا کام کس طرح لینا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے وقت کے ساتھ ساتھ صالی کی شادی کا بندو بست بھی کر دیا اور اُس کو اپنی پڑھائی مکمل کرنے کی بھی ایسی توفیق ملی جو خدمتِ دین کے کام آئے۔ اصل میں خدا تعالیٰ نے صالی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار کرنا تھا۔

صالی نے لائبریری کا کورس کیا اور یونیورسٹی آف لندن سے bachelor of Science in Library Science میں ڈگری کے امتحان پاس کئے۔ جس سے آپ کو ساؤتھ تھیمز کالج وانڈز ورتھ کی لائبریری میں Senior Charter Ship Lecturer کا کام کرنے کی توفیق ملی۔ اور یوں صالی کو حضور اقدس کی تصنیف ’’الہام، عقل، علم اور سچائی‘‘ کے لئے نئے حوالہ جات تلاش کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ

صالی کو اللہ تعالیٰ نے ہر کام بہترین طریق پر کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔ آپ کو لندن ریجن A کی ریجنل صدر کی خدمت کی توفیق بھی ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے عطا کی۔ آپ ہر دلعزیز تھیں۔ آپ بہترین لکھنے والی تھیں۔ 10 کتابیں لکھیں جس میں سے 8 شائع ہو چکی ہیں۔ پڑھنے والوں نے آپ کی تحریر کو بہت پسند کیا۔ اکثر لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ کیوں نہیں لکھتیں۔ میرا جواب یہی ہوتا ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ صالی ہمارے خاندان کا ڈاکٹر سلام ہے۔ میں کہاں اور وہ کہاں میری اوقات کیا۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

### آپ کی چھوٹی بہن آمنہ اہلیہ ڈاکٹر مبشر احمد صاحب لکھتی ہیں:

صالی آپا کا دل آئینہ کی طرح شفاف تھا۔ کسی سے بھی کوئی شکوہ یا شکایت نہ کرتیں۔ عفو و درگزر کا ایک نمونہ تھیں۔ نہایت با اخلاق سیرت کی مالک تھیں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے صالی آپا جیسی بہن ملی۔ وہ نہ صرف میری بہن بلکہ میری دوست بھی تھیں۔ ہم دونوں ایسے تھے جیسے Twins ہوں۔ بے حد بے تکلفی اور خوش گپّی تھی۔ ایک دوسرے کے خیرخواہ، آپس میں بے حد پیار، دلی ہمدردی، رازداری، ایک دوسرے پر دل وجان سے قربان۔ ہماری محبت میں ایک دوسرے کی عزت کا لحاظ ہمیشہ قائم رہا۔ جب ملتے خوب Enjoy کرتے، دلوں کو سکون ملتا۔ صالی آپا نے ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا اور ہر خوشی میں شامل ہوئیں۔

جماعتی کاموں میں جب کبھی بھی اور جب کہیں بھی موقع ملتا، اکٹھے بیٹھتے، خوب باتیں کرتے، اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی، خلیفۂ وقت سے وفاداری کی، سیر پر بھی اکٹھے جاتے۔ بیت اللہ کا حج بھی اکٹھے کیا۔ صالی آپا کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ بہت یاد آتا ہے۔ یہ سب میری زندگی کے انمول لمحات ہیں۔ آپ کو دُعا کی قبولیت پر اس قدر یقین تھا کہ دعا کرنے کے بعد بالکل پُرسکون ہو جاتیں۔ اور نتائج کو بکلی خدا پر چھوڑ دیتیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ سے رحم کا سلوک کرے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فوزیہ بشریٰ شاہ صاحبہ جو صالحہ صفی مرحومہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حوالہ جات اکٹھے کرنے کی ٹیم میں شامل تھیں اپنے تاثرات یوں بیان کرتی ہیں:

آنٹی صالحہ صفی صاحبہ نہایت شریف اور پُرخلوص خاتون تھیں جنہیں حضورؒ کے ساتھ متعدد مواقع پر ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ چونکہ ساؤتھ تھیمز کالج کی لائبریری میں کام کرتی تھیں۔ حضورؒ انہیں مختلف قسم کے حوالہ جات تلاش کرنے کو کہتے اور وہ بڑی تندہی سے انہیں تلاش کرتیں اور حضورؒ اُن کے کام سے بہت خوش ہوتے۔

ایک بار حضورؒ نے انہیں یہودیوں کے بارے میں ایک حوالہ تلاش کرنے کو کہا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ تقریباً 70 عیسوی میں عیسائی لوگ یہودیت کے پنجے سے آزاد ہو چکے ہیں (بالکل ویسے ہی جیسے 1974ء میں غیر احمدی مسلمانوں نے احمدیوں کے ساتھ سلوک کیا تھا)۔ صالحہ آنٹی نے مختلف یہودی کالجوں اور سوسائٹیوں کو تقریباً چھ عدد خطوط لکھ کر اس بارہ میں وضاحت چاہی، جوابًا سب نے اس بارہ میں انکار کیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا، کیونکہ وہ اس حقیقت کو چھپانا چاہتے تھے کہ یہودیوں نے عیسائیوں کے ساتھ ظلم روا رکھے تھے۔ حضورؒ نے تمام خطوط کا گچھا مجھے دیا اور حوالہ جات تلاش کرنے کو کہا۔ میں نے مختلف لائبریریوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی پر نہ ملا۔ آخر کار ہمیں یہ حوالہ جات پٹنی لائبریری سے مل گئے۔ الحمد للہ

ایک اور واقعہ مجھے یاد ہے جب حضورؒ نے لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح لجنہ کی ممبرات اُن کی مدد کر رہی ہیں جیسے کہ حضرت اُمِّ عمارہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی۔ حضورؒ نے آنٹی صالحہ کا ذکر بھی ایسی خاتون کی مشابہت سے کیا۔ میرے پاس ابھی بھی حضورؒ کی اپنی ہینڈ رائٹنگ میں ایک کاغذ ہے جو جلسہ کے لئے اُن کے نوٹس کا حصہ تھا۔ اس میں آنٹی صالحہ کے نام کے ساتھ ان تمام کے نام بھی درج ہیں جو حضورؒ کی مدد کر رہی تھیں۔ الحمد للہ اس فہرست میں میرا نام بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ صالحہ آنٹی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

میں سمجھتی ہوں کہ یہ تحریر صالحہ صفی مرحومہ کی خوبیوں اور صفات کی ایک چھوٹی سی جھلک پیش کرتی ہے۔ صالحہ صفی کے پسماندگان میں اُن کی تین بیٹیاں اور 8 نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ، قرآن کریم کی تلاوت کی پابند، تہجد گزار، ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ وفا کا گہرا تعلق تھا۔ جماعتی عہدیداران کا احترام کرنے والی، مالی قربانیوں میں پیش پیش، باشرح چندہ ادا کرنے والی اور دعا گو نیک خاتون تھیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین تھا۔ آپ موصیہ تھیں۔ حج بیت اللہ کی سعادت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے پاس جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین

## ایک غزل مکمل دیوان

میرے اباجان مکرم میاں عبدالرحیم درویش قادیان ادب کا لطیف ذوق رکھتے تھے شاعر نہیں تھے۔ درویشی کے ابتدائی زمانے کے ایک خط میں درج ذیل اشعار ملے ہیں جس کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ ان کی کاوش ہے۔ سچے جذبات اور سچے اظہار کا ایک جہان ملاحظہ فرمائیے:

نرگسی آنکھیں ہیں کیوں یوں اشکبار اچھا تو ہو
کیوں طبیعت میں ہے اتنا انتشار اچھا تو ہو
چاند سے مکھڑے پہ کیوں افسردگی کا ہے دھواں
قلب نازک پر یہ کیسا ہے غبار اچھا تو ہو
کیوں عیاں ہے چہرۂ پر نور سے یوں اضطراب
اے مری روح رواں! جاں کا قرار اچھا تو ہو
ہر طرف پھیلے ہوئے بے نام سے خدشات ہیں
دل مرا کیوں ہو رہا ہے بے قرار اچھا تو ہو
تم سے ہے مہرو محبت تم سے ہے شانِ وفا
اے مری سرمایہ صبر و قرار! اچھا تو ہو
سوچتا رہتا ہوں صبح و شام تیرے صبح و شام
جس سے آئی دل کے آنگن میں بہار اچھا تو ہو

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

رفعت عزیز احمد۔ پرنسپل عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ

# عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کا قیام

مؤمنین کی خوشیوں کی اساس بلا شبہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہوتی ہے۔امسال لجنہ اماء اللہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہوجانے پر پوری دنیا میں احمدی مستورات کی جانب سے سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم الشان قیادت و راہ نمائی میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء شکر اور عبادات و خدمت خلق پر مشتمل دینی و تربیتی پروگرام و تقاریب منعقد کی جارہی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ لجنہ اماء اللہ کا گزشتہ سو سالوں کا ایک ایک لمحہ نہ صرف حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور قائدانہ صلاحیت پر کافی وشافی گواہ ہے بلکہ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ وہ تنظیم جس کی بنیاد قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں رکھی گئی آج وہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ نہ صرف اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ عورتوں کی علمی،اخلاقی و روحانی اصلاح کے لئے جہاد کرتی اور ترقی کی منازل طے کرتی نظر آتی ہے بلکہ سو سال پورے ہوجانے پر اپنی نوعیت کی وہ واحد منظم تنظیم بن گئی ہے جس کی شاخیں اب تمام عالم کو بقعہ نور بنانے میں کوشاں ہے۔

بلکہ یہ امر بھی روزِروشن کی طرح عیاں ہے کہ اس سو سالہ سفر کے دوران دنیا بھر کی احمدی خواتین قدم قدم پر آسمانی نصرتوں کے نظارے دیکھتیں اور تائیدات الٰہی کی مورد و وارث بھی بنتی نظر آتی رہی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آج تمام عالم میں احمدی مستورات حمد الٰہی وشکر خداوندی میں رطب السان اپنی صد سالہ کامیابیوں پرخوشیاں منارہی ہیں۔لیکن ہمارا خوشیاں منانے کا طریق ہرایک سے الگ ہے۔یہ کوئی دنیوی طریق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ،اس کے رسول ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کا سکھایا ہوا طریق ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

تمہارا اصل شکر، تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔۔۔۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت و تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 99 جدید ایڈیشن)

چنانچہ یہ بھی جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ ان ارشادات کی روشنی میں، ہم اپنی خوشیوں کے موقعوں پر اپنے عزائم اور اہداف پہلے سے اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے امسال عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کے نام سے ایک ایسے دینی مدرسہ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد عورتوں کے دینی علوم کی حفاظت و اشاعت کا اہتمام کرنا، ان کی اَخلاقی اور ایمانی تربیت کرنا اور انہیں میدان عمل میں انسانیت کی فلاح کے لئے عملی نمونے پیش کرنا ہے۔

اس وقت دنیا بھر میں احمدی عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے عائشہ اکیڈمی کے نام سے کل 5 ادارے پاکستان، کینیڈا، لندن، جرمنی اور آسٹریلیا میں قائم ہیں۔عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کا قیام تو اس فہرست میں ایک اضافہ ہے۔

عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کا قیام خود اپنی ذات میں ایک خوشخبری ہے ہی، تاہم اسے اس لحاظ سے بھی اعزاز و امتیاز حاصل ہے کہ اس کا اجراء لجنہ کی نئی صدی کے آغاز پر ہوا ہے۔

چنانچہ اس کے اجرا کے موقع پر مورخہ 6؍ نومبر 2022ء کو ایک آن لائن انٹرنیشنل تقریب بھی منعقد کی گئی۔جس میں ادارے کی معلمات، طالبات، صدر لجنہ سوئٹزرلینڈ مکرمہ زیتون قاضی اور عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کی پرنسپل مکرمہ رفعت احمد کے علاوہ عائشہ اکیڈمی پاکستان، لندن اور آسٹریلیا کی پرنسپل صاحبان نے بھی شرکت کی۔

سردست عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ میں 28 ممالک سے 331طالبات زیرتعلیم ہیں۔فالحمدللہ علی ذالک

ان ممالک میں آسٹریلیا، بیلجیم، کینیڈا، کانگو، ڈنمارک، فن لینڈ، فرانس، جرمنی، انڈیا، جاپان، آئرلینڈ، لیسوتھو، لائبیریا، لندن، مڈغاسکر، ملائیشیا، نیدرلینڈ، نائجیریا، رومانیہ، سعودی عرب، سپین، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، تھائی لینڈ، یوگنڈا، امریکہ اور رومینیا شامل ہیں۔

عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ اس لحاظ سے بھی ممتاز ہے کہ اس کی نہ صرف طالبات بلکہ اس کی اساتذہ کرام،اور معاونات بھی دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتی ہیں۔جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

## اساتذہ کرام مختصر کورس

مکرمہ رفعت احمد صاحبہ، مکرمہ ماہ نو صاحبہ، مکرمہ عطیۃ العلیم صاحبہ، مکرمہ نصیرہ فہیم صاحبہ، مکرمہ صالحہ شبور صاحبہ، مکرمہ عائشہ امینی صاحبہ، مکرمہ شاہدہ جمیل صاحبہ، مکرمہ آسیہ فردوس صاحبہ اور مکرمہ نورین تحسین صاحبہ۔

## اساتذہ کرام تجوید کورس

مکرمہ انمول اٹھوال، مکرمہ ثمینہ بابر، مکرمہ صوفیہ احمد، مکرمہ لبیبہ ملک، مکرمہ مسکان بابر، مکرمہ رشدہ، مکرمہ اسماعثمان، مکرمہ شازیہ امیر، مکرمہ عروسہ احمد، مکرمہ شائلہ ریاض اور مکرمہ عظمیٰ مظفر۔

## معاونات ویب ٹیم

مکرمہ عائشہ محمود، مکرمہ سیمی کاظمی، مکرمہ دانیہ، مکرمہ شازیہ ملک، مکرمہ سعدیہ۔

## معاونات انگریزی ترجمہ ٹیم

مکرمہ فاطمہ امۃ الرحمٰن، مکرمہ عائشہ عمران، مکرمہ عائشہ اور نگزیب، مکرمہ منابل ریاض، مکرمہ بشریٰ ظفر صاحبہ، مکرمہ ثمینہ نسیم۔

## معاونات جرمن ترجمہ ٹیم

مکرمہ قرۃ العین باجوہ، مکرمہ عائشہ، مکرمہ سارہ میاں، مکرمہ رملہ رشید

## اکیڈمی کا نصاب تعلیم

عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کا نصاب تعلیم، جامعیت، تخصص اور تقسیم کے اُصول پرتشکیل دیا گیا ہے۔ جو کہ دو درجات پر مشتمل ہے۔

- دو سالہ معلمہ کورس
- یک سالہ مختصر کورس۔ان طالبات کے لئے جو کم فرصتی کا شکار ہیں لیکن دینی عُلوم سے شُغف رکھتی ہیں۔ تاہم ہر دو کورسز کے مضامین ایک جیسے ہیں۔

اکیڈمی کے نصاب میں ترجمۃ القرآن کریم سادہ، نیز ترجمۃ القرآن مع عربی قواعد، صرف ونحو، حفظ القرآن (منتخب آیات)، حفظ عربی قصیدہ، علم الحدیث، ترجمہ وتفسیر احادیث(منتخب احادیث)، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، کلام الامام، فقہ اور دینی معلومات شامل ہیں۔تاہم آئندہ سال جلد چند نئے مضامین جن میں جری اللہ فی حلل الانبیاء، تقابلہ بین المذاہب، اختلافی مسائل، تخلیق کائنات از روئے قرآن وسائنس شامل کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ان شاء اللہ

## امتحانات و جائزہ

طالبات کے جائزہ کے لئے سہ ماہی اور شش ماہی امتحانات کے علاوہ ہفتہ وار آن لائن کوئز کروائے جاتے ہیں۔ نیز طالبات کی سہولت کی خاطرنصاب تعلیم بطرز سوال و جواب بھی فراہم کئے جاتے ہیں۔جس کا انگریزی اور جرمن ترجمے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

## دیگر سہولیات

چونکہ اکیڈمی کی طالبات اور اساتذہ کرام دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ان سب کی سہولت کی خاطر اکیڈمی کی website کے علاوہ ایک آن لائن لائبریری بھی قائم کی گئی ہے۔جہاں طالبات نہ صرف اکیڈمی کے نصاب اور دیگر جماعتی کتب سے بھی استفادہ حاصل کرسکیں گی بلکہ ہوم ورک اور assignments بھی Upload کرسکیں گی۔

## غیر نصابی سرگرمیاں

اکیڈمی میں مؤثرمعاشرتی کردار سازی کی خاطر طالبات کی صلاحیتوں اور استعدادت کو نکھارنے کی غرض سے فنِ خطابت اورفنِ تحریر جیسی غیر نصابی سرگرمیوں کے علاوہ ادارے سے فارغ التعلیم طالبات کو بہترین مائیں، بہنیں اور بیٹیاں بنانے کی غرض سے مختلف معاشرتی اور سماجی اُمور پر رہنمائی فراہم کرنے کے لئے آن لائن تربیتی سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔جن میں سوئٹزرلینڈ سے خصوصاً اور دیگر ممالک سے بھی مہمان بطور مقرر مدعو کی جاتی ہیں۔

## اکیڈمی کی طالبات کے تاثرات

’’میں ذاتی طور پر اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہوں کہ خواتین کے لئے شروع ہونے والی اکیڈمی میں بطور طالب علم شامل ہوں۔الحمدللہ۔نصاب کا چناؤ بہت عمدہ ہے۔طریقہ تدریس بھی لجنہ کے معیار اور ضرورت کے عین مطابق ہے۔اور اساتذہ کا کلاس کے مختلف امور میں طلب علموں سے رائے لینا ماحول کوصحت مندانہ فضا مہیا کرتا ہے۔

طالب علموں کو گروپ ریسرچ اسائنمنٹ دینا بھی ایک بہت اچھا اور قابل تعریف رجحان ہے۔ اکیڈمی کے زیر اہتمام تربیتی لیکچر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اکیڈمی لجنہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی احساس رکھتی ہے۔ امتحان کا طریقہ بحیثیت مجموعی تسلی بخش ہے۔‘‘

(فاطمہ امتہ الرحمٰن۔سویڈن)

’’عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کی کلاس میں شمولیت اختیار کر کے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر کلاس کی تیاری بہت محنت سے کی جاتی ہے اور تمام اساتذہ کا رویہ بہت دوستانہ ہے ہر سوال کا تسلی بخش جواب دیا جاتا ہے۔ پرنسپل صاحبہ کا رویہ بہت دوستانہ ہے۔ ہر کسی کے ساتھ بھرپور تعاون کرتی ہیں۔ الحمدللہ۔ کوئز بہت آسان ہوتے ہیں اور آسان اس لئے لگتے ہیں کیونکہ تمام اساتذہ بہت اچھی تیاری کرواتی ہیں۔‘‘

(راحیلہ اقبال۔ جرمنی)

’’کلاسز ماشاءاللہ بہت اچھی ہیں۔ ریگولر ہیں، ٹائم پر شروع ہوتی ہیں، ایک بہت پیارا فیملی کا سا ماحول ہے، پیار محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر سیکھتے ہیں، سب چھوٹے بڑے ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں، میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں ہیں کہ میں اپنے لفظوں میں بیان کروں ماشاءاللہ سب کچھ بہت اچھا ہے اساتذہ کرام بہت پیار سے پڑھاتے ہیں الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح مل جل کر سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے، عائشہ اکیڈمی کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ تمام ٹیچرز میں بہت عاجزی ہے اللہ تعالیٰ سب کی خدمت قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین‘‘

(شاہدہ جمیل۔ سپین)

’’عائشہ اکیڈمی کا آن لائن اجرا احمدی بہنوں کی علمی قابلیتوں کو جِلا دینے اور دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کا بہت مفید اور قابل قدر سلسلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں عائشہ اکیڈمی کی آن لائن کلاسز کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ اس میں شمولیت سے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سب کچھ سیکھنے کا موقع اور سعادت مل رہی ہے۔ جن کے بارے میں میرا علم بہت کم تھا۔ الحمدللہ۔ پیارے حضور انور ایدہ تعالیٰ کی اجازت سے جاری ہونے والی یہ آن لائن کلاسز میں اپنے لیے ایک روحانی مائدہ سمجھتی ہوں۔ اللہ کے فضل سے اس سے مستفید ہونے کا ایک شوق اور لگن پیدا ہو گئی ہے۔ گھریلو کاموں اور دوسری مصروفیات سے وقت نکالنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذالك‘‘

(نصیرہ فہیم۔ رومینیا)

’’میں نے پہلے کبھی کسی ایسے پلیٹ فارم میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ لہٰذا میری اتنی توقعات نہیں تھیں۔ مگر غیر متوقع طور پر انٹرنیشنل لیول پر ہونے کے باوجود بہت سہولیات دی گئیں ہیں۔ جن میں اہم کردار سلیبس کے ترجمے کا ہے۔ جس کی ضرورت محسوس ہوتے ہی اس کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ قدم قدم پر اساتذہ کرام کا طالبات سے رائے لینا آسانی اور سہولت کے راستے ہموار کرنا بہت قابل قدر ہے۔ اساتذہ کرام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ بہت ہی تحمل سے اپنی طالبات کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ سوالات سمجھ کر جوابات سمجھانا بہت ہی عمدہ طریق پر رائج ہے۔ باوجود اس کے کہ سب شاملین کا علمی معیار ایک سا نہیں ہے، ان کے ہر سوال کا جواب دیا جاتا ہے اور کبھی بھی یہ محسوس نہیں کروایا جاتا کہ یہ سوال کیسا ہے یا کیوں کیا گیا؟ جائزہ کوئز بہت اچھے سے تیار کیے جاتے ہیں اور ہر دو زبانوں انگلش اور اردو میں مہیا کئے جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام پڑھتے وقت تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم خیالی تصورات کے ذریعے مکہ کی گلیوں میں گھوم رہے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ واقعات کو اس خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے کہ انسان اس کی منظر کشی کر لیتا ہے۔ اجمالی طور پر میں تمام کارکنات کو سلیوٹ پیش کرنا چاہتی ہوں کہ سب کو ساتھ لے کر چلنے کا جو ایک جیتا جاگتا منظر میں نے دیکھا ہے وہ بہت ہی عمدہ ہے۔ اساتذہ کرام کی محنت اور عائشہ اکیڈمی کی تمام ٹیم کے لئے میری جانب سے ڈھیروں دعائیں اور نیک تمنائیں۔‘‘

(قرۃ العین باجوہ۔سوئٹزرلینڈ)

’’خاکسار کے لئے تاثرات بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ میں اتنی زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوں۔ محض اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے اس زمانہ میں اپنے پیارے محبوب آنخضور ﷺ اور اس کے عاشق صادق کے زمانہ کی خواتینِ مبارکہ کی آخری لائن میں لا کھڑا کر دیا جو دین سیکھنا چاہتی تھیں۔ عائشہ اکیڈمی کا قیام ہم عورتوں کو ظلمات سے نور کی طرف لے جانے والا ثابت ہوا۔ قیام کے بعد سے مسلسل ترقی کی جانب روز بروز بڑھتا ہوا قدم صاف دکھائی دے رہا ہے۔ یہ خلافت کی برکت کا میٹھا اور پکا ہوا مائدہ ہے جو گھر بیٹھے کھانے کو تیار مل رہا ہے۔ ہیڈ مسٹریس صاحبہ کا شیریں لہجے سے بات کرنا اور مفید مشورے دینا ہمت اور حوصلہ بڑھاتا ہے۔ نہایت شفیق، تمام معلمات کے پڑھانے کا انداز نرالا، دنیوی استانیوں سے بالا، بہت محبت، شفقت اور نرمی والا ہے۔ پڑھانے اور سمجھانے کا معیار بہترین ہے۔ دلی دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ عائشہ اکیڈمی سوئٹزرلینڈ کے قیام کے بابرکت نتائج پیدا کرے۔ تمام بہنوں کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماتا چلا جائے۔‘‘ آمین

(طاہرہ اقبال۔ قادیان، انڈیا)

’’عائشہ اکیڈمی ایک مائدہ ہے اور یہ وہ من وسلویٰ ہے جو ہماری روحانی ضروریات کے لیے اترا ہے۔

میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز اور لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہ آن لائن پلیٹ فارم مہیا کیا جس کی بدولت ہم اپنے گھروں میں بیٹھ کر اپنے علم کی پیاس بجھانے کے قابل ہیں۔ یہ ایک بہترین ادارہ ہے جو اپنے ابتدا سے ہی بہتر سے بہترین کی تگ و دو میں کوشاں ہے۔ تمام انتظامیہ (پرنسپل صاحبہ اور اساتذہ کرام) بہت قابل، محنتی اور اپنے کام سے دیانت دار ہیں اور جو سب سے بڑی خوبی جو میری پسندیدہ ہے وہ یہ ہے کہ سب انتظامیہ بہت کشادہ دل ہے وہ بہت کشادہ دلی سے ہر ایک کو سنتے ہیں اور ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ سب ہی اساتذہ کرام بہت ہی معاون ہیں اور ہر ایک کو مطمئن رکھنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ بطور طالبہ میں بہت مطمئن ہوں اور آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی سوال میرے ذہن میں ابھرا ہو اور مجھے اس کا تسلی بخش جواب نہ ملا ہو۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ میں نے کوئی ضرورت محسوس کی کہ کلاس میں اس طرح انتظام ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا اور دوسرے ہی دن بالکل ویسا ہی انتظام ہوتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ اپنی طالبات کی ضروریات پر باریک بینی سے نظر رکھتی ہے اور بغیر بتائے ہی انتظام کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عائشہ اکیڈمی کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔‘‘ آمین

(ثمینہ نسیم۔ ملائیشیا)

اکیڈمی میں اگلے سال کی رجسٹریشن کے لئے ماہ جولائی میں داخلے کیے جائیں گے جس کے لئے احمدی بہنیں دنیا کے کسی بھی ملک سے درخواست بھجوا سکتی ہیں۔

عائشہ اکیڈمی کی تمام ٹیم دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کارکنات اور طالبات کے حسنِ ارادہ کو قبول کرتے ہوئے ان کی دینی و دنیاوی ترقیات بڑھاتا چلا جائے۔ نیز یہ کہ یہاں سے علوم دینیہ سیکھنے والی طالبات تمام عالم کو منور کرنے والیاں اور تمام جہاں کی مدد کرنے والیاں ثابت ہوں۔

آمین اللّٰھم آمین۔

## نہ ہونا کبھی تم غافل لجنہ اماء اللہ

مبارک ہو تمہیں بہت لجنہ اماء اللہ
صد سالہ جوبلی لجنہ اماء اللہ

ہو تمہی صرف تم، لجنہ اماء اللہ
کوئی مقابل نہیں تمہارے لجنہ اماء اللہ

نہ ہونا کبھی تم غافل لجنہ اماء اللہ
نسلیں اپنی سنوارنی ہیں تمہی نے لجنہ اماء اللہ

کیے جو تُم نے ہیں وعدے لجنہ اماء اللہ
پورے کرنے ہیں وہ سارے لجنہ اماء اللہ

کام بہت ہیں سپُرد تمہارے لجنہ اماء اللہ
پلان کر لو ابھی سے سارے لجنہ اماء اللہ

کر کے محفوظ سو سالہ ترقی کو تم
نئے پودے اب لگاؤ لجنہ اماء اللہ

دیئے جو ٹارگٹ تمہیں خلیفہ وقت نے
سو سال پہ سو فیصدی کے لجنہ اماء اللہ

کرو اس طرح سے پورے کچھ لجنہ اماء اللہ
گونجیں ہر صدی میں یہ صدائیں لجنہ اماء اللہ

کیسی تھیں وہ اے خدا! لجنہ اماء اللہ؟
کر گئیں نام روشن، لجنہ اماء اللہ

نورین تیمور۔ جرمنی

م م محمود

# سو سال قبل کا الفضل

## 12/ فروری 1923ء دو شنبہ (سوموار)
## مطابق 22/ جمادی الثانی 1341 ہجری

حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کو پہلی مالی قربانی کی تحریک مسجد برلن کی تعمیر کی صورت میں کی تھی۔صفحہ اول پر اس بابت ایک اعلان زیر عنوان ''تمام احمدی بہنوں کی خدمت میں درخواست'' شائع ہوا ہے جو اہلیہ منشی تظیم الرحمٰن صاحب (قادیان) کی جانب سے ہے۔انہوں نے تحریر کیا کہ:

''میں اپنی بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرتی ہوں کہ مسجد احمدیہ جرمنی کے لیے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ تجویز فرمائی ہے جیسا کہ الفضل میں شائع بھی ہو چکا ہے کہ یہ مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے ہی تیار کی جائے جس کے لیے حضور نے پچاس ہزار روپیہ کی تحریک فرمائی ہے اور 4/ فروری 1923ء کو حضور نے دارالامان اور گردونواح کی سب احمدی عورتوں کو جمع کر کے مختصر تقریر فرمائی اور اپنا منشاء مبارک ظاہر فرمایا۔حضور کے ارشاد فرمانے کے بعد اس وقت عورتوں میں ایک خاص جوش تھا جس کا نقشہ اس قلم سے کاغذ پر نہیں کھینچا سکتا۔اور اسی جلسہ گاہ میں ساڑھے آٹھ ہزار چندہ ہو گیا۔جن میں وعدے بھی تھے۔قادیان کی غریب جماعت نے اس وقت اپنی ہمت اور جوش کا ایک خاص نمونہ دکھایا۔احمدی عورتوں کے کے لیے یہ خدمت بجالانے کا سب سے پہلا موقع ہے۔اس لیے ہمیں اس موقع پر کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر ایک کو آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔اگر ہم سب مل کر اس وقت اس خدمت کو پورے طور پر بجالائیں تو یقیناً یقیناً ہمیں دوسرے موقعوں پر اس سے بڑھ کر خدمت بجالانے کا موقع دیا جائے گا اور اگر ہم نے پہلے ہی امتحان میں ناکامی کا منہ دیکھا تو ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے۔جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے پاس نقدی میں آمدنی نہیں ہوا کرتی۔بلکہ ان کا جو زیور ہوتا ہے۔یہ ان کی اپنی ہی ملکیت ہوا کرتی ہے۔زیور پھر بن جائے گا مگر یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔یہ ہمارے لیے سب سے پہلا قربانی کا موقع ہے۔۔۔ہماری قادیان کی غریب بہنوں میں سے بعض نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا۔ایک نہیں کئی ایسی ہیں جن کی موجودہ صورت میں کوئی آمدنی نہیں۔مگر انہوں نے بھی قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور جس قدر ہو سکا حصہ لیا۔''

صفحہ نمبر 2 پر اداریہ شائع ہوا ہے جو درج ذیل دو موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

1۔صداقتِ احمدیت اور پارسیوں کی کتاب دساتیر

2۔مسٹر گاندھی اور ارتداد کی آندھی

صفحہ نمبر 5 اور 6 پر مکتوباتِ امام علیہ السلام کے عنوان سے حضرت مصلح موعودؓ کے عطا فرمودہ دو جوابات بصورت مکتوبات شائع ہوئے ہیں۔پہلا جواب ''نان کوآپریشن'' کے جائز ہونے سے متعلق ہے۔جبکہ دوسرا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے سیلون (سری لنکا) کے ایک نو احمدی کو تحریر فرمایا ہے۔حضورؓ نے اس مکتوب کے آخر میں تحریر فرمایا کہ ''ہمیشہ یہ بات آپ کے مدِنظر رہے کہ دین کے مقابلہ میں افراد کا لحاظ کبھی بھی دل میں پیدا نہ ہوا۔کبھی کبھی مجھے بھی خط لکھتے رہیں تا کہ تعلق قائم رہے۔''

صفحہ 5 پر حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ کا ایک مختصر مضمون زیرِعنوان ''گنجینۂ مطاعن کے شیعہ مصنف کو چیلنج'' شائع ہوا ہے۔آپؓ اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''وزیر آباد کے ایک شیعہ گوشہ نشین نے ایک کتاب لکھی ہے جو شرارت کا پلندہ گالیوں کا طومار ہے۔حضرت ابوبکرؓ سے لے کر سیدنا حجۃ اللہ علی الارض الامام القائم حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نام لے لے کر ایک ایک مقدس اہل سنت کو کوسا گیا ہے اور عجیب عجیب قسم کے اتہام ان قدسی نفوس پر لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہے۔حوالے دینے میں کس دیانت وامانت سے کام لیا ہے۔مشتے نمونہ از خروار ملاحظہ ہو۔

حوالہ اول:دافع البلاء صفحہ 60 پر تحریر ہے کہ ''مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔''

(گنجینۂ مطاعن صفحہ 163)

بندۂ خدا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔اپنی عاقبت کی فکر نہیں تو دوسرے سادہ شیعہ مومنین کو کیوں گمراہ کرو۔دافع البلاء حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کُل 28 صفحے کی ہے اور تم صفحہ 60 کا حوالہ دیتے ہو۔خیر صفحہ خواہ کچھ اور ہو۔تمام کتاب میں کہیں عبارت نہیں کہ مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔آیئے آج ہم بھی تبرّا میں شامل ہوتے ہیں۔با آوازِ بلند کہیے لعنۃاللہ علی الکاذبین۔ثم لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

حوالہ دوم:دعویٰ مہدویت کے شروع میں مرزا (حضرت اقدس مسیح موعودؑ۔ناقل) کا شعر ملاحظہ ہو۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

کچھ عرصہ بعد کا شعر ملاحظہ ہو۔

منم محمد و احمد منم رسولِ خدا

(صفحہ 167)

چلو دس روپے انعام دوں گا۔اگر یہ مصرع

منم محمد و احمد منم رسولِ خدا

حضرت اقدس مرزا غلام احمد امام مہدی علیہ السلام کا ثابت کر دو۔ہاں یہ موقع بھی تبرّا سے خالی نہ جائے۔آوازِ بلند کہیے۔لعنۃاللہ علی الکاذبین۔جی چاہے تو المفترین الظالمین بھی ملا لیجیے۔

حوالہ سوم:مولوی ثناء اللہ امرتسری کی موت کا الہام غلط ہوا۔الہام یہ تھا کہ ''مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ امرتسری میں سے جو کوئی کاذب اور ملعون ہو گا وہ پہلے مرے گا۔''

(صفحہ 167)

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر یہ الفاظ اس وحی الٰہی سے دکھا دو جو حضرت خلیفۃ اللہ پر نازل ہوتی رہی اور ان کی کسی کتاب یا تحریر یا اخبار میں درج ہو کہ آپ کو ان الفاظ کا الہام ہوا تھا کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سے جو کوئی کاذب اور ملعون ہو گا وہ پہلے مرے گا تو میں پچیس روپے انعام دوں گا۔جو اس وقت پیش ہو گا۔جب آپ اپنے اردگرد کے شیعہ مومنین کو بلا کر ایک مجلسِ عزا قائم فرمائیں گے اور اس میں یہ الہام بلفظہٖ دکھا کر لعنۃاللہ علی الکاذبین ایک ہزار بار سب بھائی مل کر باآوازِ بلند پکاریں گے۔کیا یہی دیانت و امانت ہے جو آپ کو ''چہاردہ معصوم'' کے اتباع میں ملی ہے۔افسوس۔''

صفحہ 7 پر ''جہلم میں ہماری کامیابی'' کے زیرِعنوان ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔اس رپورٹ میں ذکر ہے کہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ جہلم تشریف لے گئے تھے جہاں اہل حدیث سے مناظرہ میں خدا تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی وہاں غیر مبایعین کی احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے تین افراد جماعت مبایعین میں شامل ہوئے۔لیکن باوجود اس ناکامی کے 24/ جنوری کے ''پیغام'' میں یہ رپورٹ شائع ہوئی کہ خاتم النبیین کی تفسیر پر حافظ روشن علی صاحب ساکت ہو گئے۔

مذکورہ بالا تینوں افراد (عبدالواحد صاحب، شیخ غلام حیدر صاحب، کرم الٰہی کمپازیٹر گولڈ میری پریس جہلم چھاؤنی) کے حضرت مصلح موعودؓ کو تحریر کردہ خطوط از بیعتِ توبہ کے الفاظ بھی شائع کیے گئے ہیں۔

صفحہ 7 اور 8 پر فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کا مضمون ''بانی آریہ سماج کی تاریخ دانی کے چند نمونے'' کی قسط اول شائع ہوئی ہے۔اسی طرح حضرت مولوی ظہور حسین صاحب بخارا کا ایک مضمون بعنوان ''مولوی ثناء اللہ کا علم قرآن و حدیث'' صفحہ 8 پر شائع ہوا ہے۔

صفحہ 9 اور 10 پر 90 ایسے افراد کی فہرست شائع ہوئی جنہوں نے 1921ء کے آخر میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے ختم ہو جانے کے باعث حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک خاص پر چندہ جات کی ادائیگی کی۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل link ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230212.pdf

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

# فقہی کارنر

## قیاس کی حجت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ان ساری باتوں کے علاوہ میں اب قیاس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ میرے ساتھ ہیں۔ اجماع صحابہؓ بھی میری تائید کرتا ہے۔ نشانات اور تائیدات الٰہیہ میری مؤید ہیں۔ضرورت وقت میرا صادق ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن قیاس کے ذریعہ سے بھی حجت پوری ہوسکتی ہے۔ اس لیے دیکھنا چاہیے کہ قیاس کیا کہتا ہے؟ انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ماننے کو تیار نہیں ہوسکتا جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو۔مثلاً اگر ایک شخص آ کر کہے کہ تمہارے بچے کو ہوا اڑا کر آسمان پر لے گئی ہے یا بچہ کتا بن کر بھاگ گیا ہے تو کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق مان لو گے؟ کبھی نہیں، اس لئے قرآن مجید نے فرمایا: فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (النحل:44)

اب مسیح علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ پر اور اُن کے آسمان پر اُڑ جانے کے متعلق غور کرو۔ قطع نظر ان دلائل کے جو ان کی وفات کے متعلق ہیں۔ یہ پکی بات ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے ان کو چاہیے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے جواب دیا:

قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا (بنی اسرائیل:94)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ کہہ دو اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ اس نے بشر کے لئے آسمان پر مع جسم جانا حرام کر دیا ہے اگر میں جاؤں تو جھوٹا ٹھہروں گا۔ اب اگر تمہارا عقیدہ صحیح ہے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کوئی بالمقابل پادری یہ آیت پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو۔ پس ایسی باتوں کے ماننے سے کیا فائدہ جن کا کوئی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں۔ اس طرح پر تم اسلام کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ٹھہرو گے۔ پھر پہلی کتابوں میں بھی تو کوئی نظیر موجود نہیں اور ان کتابوں سے اجتہاد کرنا حرام نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ (الاحقاف:11)

اور پھر فرمایا: کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ (الرعد:44)

اور پھر فرمایا: یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ (البقرہ:147)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے لئے ان کو پیش کرتا ہے تو ہمارا ان سے اجتہاد کرنا کیوں حرام ہوگیا؟

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 296۔297)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

## کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

## ایک سبق آموز بات

### دین اور دنیا

جو شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا اللہ تعالیٰ دنیا اس کے قدموں میں ڈال دے گا اور فراخی کے دروازے اس پر کھول دیے جائیں گے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

| 11/ فروری 2023ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:36 | 18:16 |
| مدینہ منورہ | 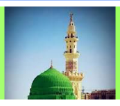 | 05:39 | 18:14 |
| قادیان | | 05:52 | 18:11 |
| ربوہ | | 05:32 | 17:51 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 05:55 | 17:11 |